اُصولِ تفسیر

مولانا محمد الیاس گھمن
متکلم اسلام
دامت برکاتہم

زیر انتظام
eMarkaz emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	اصولِ تفسیر
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	شعبان 1445ھ – فروری 2024ء
بار اشاعت	اول
تعداد	1100
ناشر	دار الایمان

ملنے کا پتہ

دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

فہرست

قرآن کریم کی تعریف اور نام 8

قرآن کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: 8

قرآن کریم کے نام: 8

قرآن کریم کے فضائل 10

تفسیر اور تاویل کا معنیٰ 12

تفسیر کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: 12

تاویل کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: 12

تفسیر اور تاویل میں فرق: 13

راجح قول: 13

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے ضروری علوم 14

قرآن کریم کو سمجھانے کے لیے ضروری علوم 16

مشق نمبر 1 19

وحی 21

وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: 21

وحی کی اقسام: 22

وحی متلو اور غیر متلو: 22
نزولِ وحی کی صورتیں: 22
1: سچے خواب: 22
2: گھنٹی جیسی مسلسل آواز: 22
3: فرشتے کا انسانی شکل میں آنا: 23
4: فرشتے کا بات دل میں ڈالنا: 23
5: فرشتے کا اصلی شکل میں آنا: 24
6: بلاواسطہ مکالمہ: 24
اِرہاص، اِنزال و تنزیل، پہلی اور آخری وحی 25
اِرہاص: 25
اقسامِ نزول: 25
قرآن کریم کے تدریجاً نازل ہونے کی حکمتیں: 26
سب سے پہلی اور آخری وحی: 28
ترتیبِ نزولی اور ترتیبِ وضعی: 28
شانِ نزول 29
شانِ نزول جاننے کے فوائد: 29
مکی اور مدنی آیات کی تعیین 35
مکی و مدنی سورتوں کی تعیین کے قواعد: 35

نزول کے وقت اور مقام کے اعتبار سے قرآنی آیات کی اقسام:.. 36

سبعہ احرف کا مختصر تعارف 37

سبعہ احرف سے مراد:.. 37

1:اسماء کا اختلاف: 37

2:افعال کا اختلاف:.. 37

3:وجوہِ اعراب کا اختلاف: 38

4:الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف:.. 38

5:تقدیم و تاخیر کا اختلاف: 38

6:بدلیت کا اختلاف: 38

7:لہجوں کا اختلاف:.. 38

سبعہ احرف اور اختلافاتِ قراءات کے فوائد 39

تاریخ جمع و حفاظتِ قرآن 40

پہلا مرحلہ؛عہدِ نبوی ﷺ میں: 40

دوسرا مرحلہ؛عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں:.. 41

تیسرا مرحلہ؛عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں: 43

تلاوتِ قرآن میں سہولت کے مراحل 46

نقطے اور حرکات: 46

احزاب یا منزلیں: 47

پارے اور رکوع: 47
رموزِ اوقاف: 47
سبعہ عشرہ قراءات 48
قراء سبعہ: 48
قراء ثلاثہ: 49
قرآنی رسم الخط یا رسمِ عثمانی 50
خط اور رسم الخط میں فرق: 51
مشق نمبر2 52
ناسخ، منسوخ 54
نسخ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: 54
نسخ کی اقسام: 55
1: منسوخ التلاوۃ والحکم: 55
2: منسوخ التلاوۃ دون الحکم: 55
3: منسوخ الحکم دون التلاوۃ: 55
قرآن کریم کے لیے ناسخ: 56
نسخ القرآن بالقرآن: 56
نسخ القرآن بالحدیث المتواتر: 57
منسوخ آیات قرآنی کی تعداد: 57

عام کی تخصیص کی مثال: 58

مطلق کی تقیید کی مثال: 58

نسخ کی حکمتیں 59

تفسیرِ قرآن کے قابلِ اعتبار مآخذ 60

1: تفسیر القرآن بالقرآن: 60

2: تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام: 61

3: تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم: 62

4: تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ: 63

5: تفسیر القرآن بلغۃ العرب: 64

6: تفسیر القرآن بعقل سلیم: 66

نا قابلِ اعتبار مآخذ 67

1: اسرائیلی روایات: 67

اسرائیلیات کا حکم: 67

2: تفسیر بالرائے: 68

تفسیر بالرائے کا حکم: 69

علوم القرآن پر چند اہم کتابیں 70

چند اردو تفاسیر کا تعارف 73

مشق نمبر 3 78

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم کی تعریف اور نام

قرآن کا لغوی معنٰی:

لفظِ قرآن؛ قَرَأَ یَقْرَأُ سے نکلا ہے۔ لغوی معنٰی ہے: "پڑھی ہوئی چیز" اور "ملی ہوئی چیز"۔ قرآن کریم کو چونکہ پڑھا جاتا ہے اور اس کی آیات اور سورتیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اس لیے اسے "قرآن" کہتے ہیں۔

قرآن کا اصطلاحی معنٰی:

اصطلاحِ شریعت میں قرآن؛ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو کہتے ہیں جو:

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔
- مصاحف میں لکھا گیا۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہو کر امت کے پاس پہنچا۔

قرآن کریم کے نام:

قرآن کریم کے ذاتی نام پانچ ہیں، جو درج ذیل آیات میں مذکور ہیں:

1: الکتاب:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

سورۃ البقرۃ:2

ترجمہ: یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔

2: الذکر:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

سورۃ الحجر:9

ترجمہ: بلاشبہ یہ نصیحت نامہ ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

3:القرآن:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

سورۃ الاعراف:204

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

4:الفرقان:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ

سورۃ الفرقان:1

ترجمہ: وہ ذات بڑی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب نازل فرمائی۔

5:التنزیل:

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ

سورۃ یٰسٓ:5

ترجمہ: [یہ قرآن] ایک زبردست اور بہت مہربان ہستی کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

علامہ عزیزی بن عبد الملک شیذلہ رحمہ اللہ (ت:494ھ) نے قرآن کریم کے پچپن نام ذکر کیے ہیں۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: النوع السابع عشر

اور علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (ت:817ھ) نے 100 نام ذکر فرمائے ہیں۔

بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز: ص61

قرآن کریم کے اسماء کی تعداد میں اختلاف کوئی حقیقی اختلاف نہیں بلکہ فقط تعبیر کا اختلاف ہے۔ جن حضرات نے "اسماء القرآن" اور "صفات القرآن" کو جمع کر دیا تو ان کے ہاں تعداد بڑھ گئی ہے اور جنہوں نے اسماء کو الگ اور صفات کو الگ ذکر کیا تو ان کے ہاں تعداد کم ہوئی۔ اسماء القرآن سے مراد قرآن کریم کے وہ پانچ ذاتی نام ہیں جن کا اوپر تذکرہ ہوا ہے اور صفات القرآن سے مراد قرآن کریم کی صفات ہیں۔ مثلاً ھُدًی، رَحْمَةٌ، شِفَاءٌ۔ قرآن کتابِ ہدایت ہے، قرآن کریم کتابِ رحمت ہے وغیرہ۔

قرآن کریم کے فضائل

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والا:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5027

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

ایک حرف پر دس نیکیاں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ: الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ.

جامع الترمذی: رقم الحدیث: 2910

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی جو کہ دس نیکیوں کے برابر ہے، ملے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الٓمّٓ﴾ ایک ہی حرف ہے بلکہ الف الگ، لام الگ اور میم الگ حرف ہے۔

قرآن کریم پڑھنے کا اجر:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِى يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1898

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کا ماہر (اچھی طرح پڑھنے والا) معزز اور نیک ملائکہ کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن مجید کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس

میں مشکل اٹھاتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

قرآن کریم دلوں کا زنگ اتارتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث:1859

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں پر اس طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ زنگ کیسے اترتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت سے۔

قرآن کریم کے معانی ومفاہیم سیکھنا:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین قرآن کریم کے معانی و مفاہیم اور احکام و مسائل سیکھنے میں بہت زیادہ وقت صرف فرماتے تھے۔

تَعَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْبَقَرَةَ فِي اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً. فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جَزُوْرًا.

شعب الایمان، للبیہقی: فصل فی تعلم القرآن، رقم الحدیث:1805

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سورۃ البقرہ کے احکام ومسائل سیکھنے میں بارہ سال لگائے۔ پھر جب اسے مکمل کر لیا تو ایک جوان اونٹ ذبح کیا۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا.

الموطأ، للامام مالک؛ رقم الحدیث:479

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سورۃ البقرہ سیکھنے میں آٹھ سال صرف کیے۔

تفسیر اور تاویل کا معنیٰ

تفسیر کا لغوی معنیٰ:

لغت میں تفسیر "فَسْرٌ" سے ہے جس کا معنی ہے: کھولنا اور مناسب معنی بیان کرنا۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ج2 ص460، النوع السابع والسبعون

تفسیر کا اصطلاحی معنیٰ:

علم تفسیر وہ علم ہے جس میں:

- قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی کے طریقے معلوم ہوں۔
- قرآن کریم کا معنیٰ اور مفہوم معلوم ہو۔
- قرآنی الفاظ کے لغوی اور انفرادی معانی معلوم ہوں۔
- قرآنی آیات کا شان نزول معلوم ہو۔
- قرآنی آیات میں سے ناسخ اور منسوخ کا علم ہو۔
- اور مجمل احکام کی تفصیل معلوم ہو۔

تفسیر روح المعانی: ج1 ص4، عنوان خطبۃ المفسر

تاویل کا لغوی معنیٰ:

لغت میں تاویل "اَوْلٌ" سے مشتق ہے جس کا معنیٰ "پھیرنا اور لوٹانا" ہے۔

تفسیر روح المعانی: ج1 ص4، عنوان خطبۃ المفسر

تاویل کا اصطلاحی معنیٰ:

آیت کا ایسا معنیٰ کرنا کہ جس معنیٰ کا وہ آیت احتمال رکھتی ہو اور وہ معنیٰ کرنے سے پہلے اور بعد والے مضمون میں موافقت باقی رہے اور وہ معنیٰ کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو۔

تفسیر خازن: ج1 ص6، الفصل الثانی فی وعید من قال فی القرآن برأیہ من غیر علم

تفسیر اور تاویل میں فرق:

تفسیر اور تاویل ایک ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے، اس بارے میں کئی اقوال ہیں:

1: تفسیر اور تاویل دونوں ہم معنیٰ ہیں۔

2: تفسیر مراد الٰہی کو قطعی طور پر بیان کرنے کا نام ہے، جبکہ تاویل چند احتمالات میں سے ایک کو راجح کرنے کا نام ہے۔

3: تفسیر کا عام اور اکثر استعمال آسمانی کتب اور کبھی کبھی اس کے علاوہ دیگر کتب کے الفاظ اور مفردات میں بھی ہوتا ہے جبکہ تاویل کا استعمال صرف آسمانی کتب کے معانی اور جملوں میں ہوتا ہے۔

4: تفسیر وہ ہے جو روایت (نقل کرنے) سے متعلق ہو اور تاویل وہ ہے جو درایت (سمجھنے) سے متعلق ہو۔

راجح قول:

تفسیر اور تاویل کے حوالے سے ہمارے ہاں راجح قول یہ ہے کہ یہ دونوں ہم معنیٰ ہے البتہ ان میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ: قرآن کریم کی آیت کا ایسا مطلب بیان کرنا جو منقول ہو یعنی وہ معنیٰ قرآن کریم کی کسی آیت سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے یا اسلاف سے منقول ہو تو وہ تفسیر کہلاتا ہے اور قرآن کریم کی آیت کا معقول مطلب اپنے اجتہاد سے بیان کرنا تاویل کہلاتا ہے۔

تنبیہ:

اگر اپنے اجتہاد سے قرآن کی آیت کا معنیٰ بیان کرنے والا صاحبِ علم ہو اور وہ معنیٰ قرآن کریم، حدیث مبارک یا اجماع امت سے نہ ٹکراتا ہو تو اس کی بیان کردہ تاویل معتبر ہو گی۔ اور اگر اپنی رائے سے قرآن کی آیت کا مطلب بیان کرنے والا نا اہل ہو یا وہ تاویل ایسی ہو جو قرآن کریم کی کسی آیت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث مبارک یا اجماع امت سے ٹکرا رہی ہو تو ایسی تاویل غیر معتبر ہو گی۔

نوٹ:

علم الکلام میں تاویل سے متعلق مزید تفصیل ہے جسے میری تصنیف "اصولِ عقائد" میں دیکھا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے ضروری علوم

فہمِ قرآن کے لیے بنیادی طور پر تین علوم سے واقفیت ضروری ہے، جن کو ہم ذیل میں مثالوں کے ساتھ ذکر کررہے ہیں:

1: لغت اور محاوراتِ عرب:

عربی زبان محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی گرامر اور عربی ادب سیکھنے سے آئے گی۔ مثلاً:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ: إِنِّيْ أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِيْ عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيْضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث:1824

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ کہ سحری کھاتے رہو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نے اونٹ کی ایک سیاہ رسی اور دوسری سفید رسی اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کرلوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے (کہ پورا اُفق اس میں سما گیا۔ یعنی تم نے ان الفاظ کا مرادی معنیٰ نہیں سمجھا) سیاہ اور سفید رسی سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف لفظی معنیٰ سے قرآن کریم کی آیات کا مکمل مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ اس کے ساتھ ساتھ محاوراتِ عرب سے بھی پوری واقفیت نہ ہو۔

2: شانِ نزول:

قرآنی آیات کا پس منظر / شانِ نزول معلوم ہو جو کہ احادیثِ مبارکہ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معلوم

ہو گا۔ مثلاً:

عَنْ أَسْلَمَ أَبِيْ عِمْرَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَالرُّوْمُ مُلْصِقُوْ ظُهُوْرِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُلْقِيْ بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ. فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ: إِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيْنَا؛ مَعْشَرَ الأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيْمُ فِيْ أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَالْإِلْقَاءُ بِالْأَيْدِيْ إِلَى التَّهْلُكَةِ أَنْ نُقِيْمَ فِيْ أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث: 2512

ترجمہ: حضرت اسلم ابی عمران رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم مدینہ منورہ سے قسطنطینیہ (استنبول) پر حملے کے لیے روانہ ہوئے، ہمارے امیر لشکر عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے پشت جوڑے کھڑا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تنہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے رکو رکو! لاالہ اللہ! یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے کہ کہ اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب فرمادیا تو ہم نے کہا کہ چلو اب ہم اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لیے گھروں میں رک جاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتادیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

3: معرفتِ مرادِ خداوندی:

مرادِ خداوندی معلوم ہو جو کہ قرآنِ کریم کے شارحِ اول؛ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ سے سمجھ میں آئے گی۔ مثلاً:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ:

أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوْا إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث:3360

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملایا جلایا نہیں) نازل ہوئی تو ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کرکے) ظلم نہ کیا ہو؟ فرمایا یہ بات تمہارے کہنے کے مطابق نہیں ہے بلکہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں نے (قرآن کریم میں حضرت) لقمان کی اپنے بیٹے سے کہی جانے والی بات نہیں سنی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

قرآن کریم کو سمجھانے کے لیے ضروری علوم

تفہیمِ قرآن کے لیے بنیادی طور پر پندرہ علوم سے واقفیت ضروری ہے۔

[1]: علمِ لغت:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والا کلام پاک کے مفرد الفاظ کے تمام معانی جانتا ہو۔ یاد رہے کہ چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں اس لیے کہ بسا اوقات ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں اور وہ آدمی ان میں سے ایک دو معنی جانتا ہے جبکہ اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔

[2]: علمِ نحو:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والا شخص یہ جانتا ہو کہ لفظ کے آخری حرف پر کون سی حرکت پڑھنی ہے۔ اس لیے کہ لفظ کے اعراب یعنی آخری حرکت بدلنے سے بسا اوقات معنیٰ بالکل بدل جاتا ہے۔

نوٹ:

لفظ کی حرکات کا علم؛ لغت سے حاصل ہوتا ہے جبکہ لفظ کے اعراب کا علم؛ نحو سے حاصل ہوتا ہے۔

[3]: علمِ صرف:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو الفاظ کی پہچان ہو۔

[4]: علمِ اشتقاق:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو یہ معلوم ہو کہ لفظ جب دومادوں سے مشتق ہو تو اس کے معانی مختلف ہوں گے۔ اسے معلوم ہو کہ کس جگہ کون سا معنی کرنا ہے۔

[5]: علمِ معانی:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کس پس منظر میں فرمائی ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ میرے مخاطَب کی ذہنی صلاحیت کتنی ہے۔ اس علم کی وجہ سے متکلم؛ مقتضیٰ حال کے مطابق کلام کرتا ہے۔

[6]: علمِ بیان:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ قرآنی آیات کو مثال، تشبیہ اور کنایہ وغیرہ کے ذریعہ سمجھ اور سمجھا سکے یعنی وہ قرآنی مفاہیم اور مقصودی معنیٰ کو خوب اچھی طرح واضح کر سکے۔

[7]: علمِ بدیع:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ قرآن کریم کو لفظی و معنوی محاسن کے ذریعے مزید سنوار کے اور خوبصورت بنا کے بیان کرے۔

[8]: علمِ قراءۃ:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو مختلف قراءتوں کا علم ہو۔ اس لیے کہ قراءت کے اختلاف سے معنیٰ مختلف ہو جاتا ہے۔ تو علم قراءۃ کے ذریعہ انسان ایک معنی کو دوسرے معنی پر ترجیح دے سکتا ہے۔

[9]: علمِ عقائد:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو علم الکلام کے ساتھ اچھی خاصی مناسبت ہو۔ اس لیے کہ قرآن

کریم عقائد کی بنیاد ہے۔ علم الکلام کے ذریعہ انسان اعتقادی غلطی خصوصاً آیاتِ تشبیہ میں غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔

[10]: علمِ اصولِ فقہ:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ مسائل فقہیہ کے حل کے لیے اصول فقہ کی روشنی میں قرآنی آیات سے استدلال کرسکے۔

[11]: علمِ اسبابِ نزول:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والا شخص آیات کے شان نزول سے واقف ہو۔ اس لیے کہ شان نزول سے آیات کا معنی بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات آیت کا اصل معنیٰ بغیر شان نزول کے سمجھ میں ہی نہیں آتا۔

[12]: علمِ ناسخ و منسوخ:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو یہ معلوم ہو کہ کون سی آیات منسوخ ہیں اور کون سی ناسخ ہیں، اس لیے کہ اس کے ذریعے منسوخ احکام؛ جن پر عمل نہیں کیا جاتا اور ناسخ احکام؛ جن پر عمل کیا جاتا ہے دونوں الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

[13]: علمِ فقہ:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی میں یہ اہلیت ہو کہ وہ فقہی مسائل پر گہری نظر رکھتا ہو۔

[14]: علمِ احادیث:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کو احکام کی احادیث معلوم ہوں۔ اس لیے کہ احادیث کے ذریعے قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر اور توضیح معلوم ہوتی ہے۔

[15]: علمِ لَدُنّی:

یعنی قرآن کریم سمجھانے والے آدمی کی عملی زندگی درست ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ انسان کو علم لدنی جسے "علم وہبی" بھی کہتے ہیں، عطا فرماتے ہیں۔

مشق نمبر 1

درست جواب پر نشان لگائیں:

1: قرآن کریم کے کل ذاتی نام ہیں:

ایک سو	پچپن	پانچ

2: قرآن کریم کے 55 نام ذکر کیے ہیں:

امام شیذلہ نے	امام فیروز آبادی نے	حضرت شاہ ولی اللہ نے

3: قرآن کریم کے ایک حرف پر نیکیاں ملتی ہیں:

دس	ایک سو	ایک ہزار

4: تاویل کا لغوی معنی ہے:

اصل کی جانب لوٹنا	اصل سے دور جانا	اصل پر رہنا

5: قرآن کریم کو سمجھانے کے لیے علوم کا جاننا ضروری ہے:

پینتیس	پچیس	پندرہ

6: قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے علوم کا جاننا ضروری ہے:

سات	پانچ	تین

7: شان نزول سمجھ آئے گا:

تابعین رحمہم اللہ سے	نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

8: علم عقائد کے ذریعے ان آیات میں غلطی سے بچا جاتا ہے:

آیات واضحہ میں	آیات متعارضہ میں	آیات تشبیہ میں

خالی جگہ پُر کریں:

علامہ فیروز آبادی نے قرآن کریم کے...........نام ذکر کیے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے .... وہ شخص ہے جو قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

دل کا زنگ اترتا ہے قرآن کریم کی تلاوت سے اور...........سے۔

لغت میں تفسیر "فَسْرٌ" سے ہے، اس کا معنی ہے...........کرنا۔

محاورات عرب...........سیکھنے سے آئیں گے۔

علم...........سے منسوخ شدہ احکام معمول بہا احکام سے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

علم...........کو علم وہبی بھی کہتے ہیں۔

مختصر جواب دیں:

قرآن کریم کے نام اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کیجئے۔

قرآن کریم کے فضائل پر نوٹ لکھیں۔

تفسیر اور تاویل کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے ضروری علوم پر روشنی ڈالیں۔

قرآن کریم کو سمجھانے کے لیے ضروری علوم میں سے 5 کے نام لکھیں۔

وحی

وحی کا لغوی معنیٰ:

"وحی" کا لغوی معنیٰ ہے: جلدی سے کوئی اشارہ کرنا۔ خواہ یہ اشارہ غیر صریح لفظ سے کیا جائے، یا کوئی بے معنیٰ آواز نکال کر کیا جائے، یا پھر ہاتھ، سر اور آنکھ وغیرہ کو حرکت دے کر کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ لفظ مخفی طور پر تیزی کے ساتھ کسی کو کوئی بات یا پیغام بھیجنے، فطری الہام، کتابت اور دل میں بات ڈالنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی کئی مقامات پر یہ لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

وحی کا اصطلاحی معنیٰ:

كَلَامُ اللهِ تَعَالٰى؛ اَلْمُنَزَّلُ عَلٰى نَبِيٍّ مِّنْ أَنْبِيَائِهٖ.

وحی؛ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی پر نازل ہو۔

مباحث فی علوم القرآن: ص32

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ

سورۃ الشوریٰ؛51

ترجمہ: اور کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ اس سے روبرو بات کرے، الا یہ کہ وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی قاصد فرشتے کو بھیج دے پھر وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی مشیت کے مطابق وحی پہنچادے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

سورۃ النساء:163

بیشک ہم نے آپ کی طرف ایسے ہی وحی بھیجی ہے جیسے کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف بھیجی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، اولادِ یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف بھی

وحی بھیجی تھی۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی۔

وحی کی اقسام:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

(1)وحی متلو (2)وحی غیر متلو

وحی متلو:

اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام جس کی نماز میں بطورِ قراءۃ تلاوت کی جائے یعنی قرآن کریم۔

وحی غیر متلو:

اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام جس کی نماز میں بطورِ قراءۃ تلاوت نہ کی جائے یعنی احادیثِ مبارکہ۔

نزولِ وحی کی صورتیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کی مختلف صورتیں ہوتی تھیں۔

1: سچے خواب:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث:3

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنا شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی خواب دیکھتے تو وہ صبحِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔

2: گھنٹی جیسی مسلسل آواز:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْيَانًا

يَأْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث:2

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس گھنٹی کی سی طرح مسلسل آواز آتی ہے اور (وحی کی) یہ قسم مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے اور جب وہ حالت دور ہوتی ہے تو مجھے وہ وحی یاد ہو چکی ہوتی ہے۔

تنبیہ: یاد رہے کہ گھنٹی کی آواز سے مشابہت تسلسل میں ہے۔

3: فرشتے کا انسانی شکل میں آنا:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث:2

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:......... کبھی فرشتہ؛ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے پھر جو وہ کہتا ہے، میں یاد کر لیتا ہوں۔

4: فرشتے کا بات دل میں ڈالنا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ......اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْقَى فِيْ رَوْعِيْ أَنَّ أَحَدًا مِّنْكُمْ لَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهٗ.

المستدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث:2136

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:.........

جبریل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم میں سے کوئی انسان دنیا سے اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک اپنا رزق مکمل نہ کرلے۔

5: فرشتے کا اصلی شکل میں آنا:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت:852ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَرَ جِبْرِيْلَ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا إِلَّا مَرَّتَيْنِ كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص6، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث:4981

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

امام بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت:855ھ) ان دو صورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَرَّةً مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَآءِ وَمَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى

عمدۃ القاری للعینی: ج22 ص485، باب إذا قال أحدکم آمین والملائکۃ فی السماء

ترجمہ: ایک مرتبہ جب وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔

6: بلا واسطہ مکالمہ:

معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بلا واسطہ مکالمہ ہوا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ...... فَقَالَ يَا رَبِّ! إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا! فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ! قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ... الخ

صحیح البخاری: رقم الحدیث:7517

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میری امت کے لوگ جسم، دل، سماعت، بصارت اور بدن ہر لحاظ سے کمزور ہیں۔ (اس لیے آپ! نمازوں والے حکم میں) مزید رعایت فرما دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں عرض کیا: اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اِرہاص، اِنزال و تنزیل، پہلی اور آخری وحی

1: اِرہاص:

"رہص" سنگ بنیاد کو کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں تشریف آوری یا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے حق تعالیٰ کچھ ایسی نشانیاں ظاہر فرماتے ہیں جو خرقِ عادت ہونے میں معجزات کی طرح ہوتی ہیں اور ایسی نشانیاں چونکہ نبوت کے اثبات کا مقدمہ اور اس کی تمہید ہوتی ہیں، اس لیے ان کو "اِرہاص" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ:

- اصحابِ فیل کی ہلاکت کا واقعہ۔
- بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا۔
- فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ کا ایک لمحہ میں بجھ جانا۔
- کِسریٰ کے محل کا زلزلہ اور اس کے چودہ کنگروں کا منہدم ہو جانا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے بدن سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے "بُصریٰ" تک کے محل روشن ہو گئے۔

یہ سب واقعات اِرہاصات کہلاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ہی "مبشرات" بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کا مقدمہ بنے۔

2: اقسامِ نزول:

قرآن کریم کا نزول دو مرتبہ ہوا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کے ایک مقام "بیت العزت" میں نازل فرمایا۔ یہ نزول یکبارگی لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے بعد بیت العزت سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آہستہ آہستہ تدریجاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کیا۔ تمام آسمانی کتابوں میں قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جو بتدریج نازل ہوئی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے نزول کے لیے دو قسم کے الفاظ بیان کیے ہیں:

1: انزال 2: تنزیل

"انزال" کا معنی یکبارگی اتارنا۔ قرآن کریم میں جہاں اِنزال کا لفظ ذکر ہوا ہے اس سے مراد قرآنِ کریم کا "لوحِ محفوظ" سے آسمانِ دنیا کی طرف نزول ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ

سورۃ القدر:1

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً حَتّٰى وُضِعَ فِيْ بَيْتِ الْعِزَّةِ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَنَزَّلَهٗ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث:12382

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ القدر کی آیت اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (لوحِ محفوظ سے) مکمل قرآن کریم؛ آسمانِ دنیا کے بیت العزۃ میں (لیلۃ القدر میں اتارا گیا) پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام (موقع بموقع) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے رہے۔

اور لفظِ "تنزیل" تدریجی (موقع بموقع) نزول کے لیے استعمال ہوا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا

سورۃ الاسراء:106

ترجمہ: اور اس قرآن میں ہم نے جگہ جگہ فصل رکھا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔

قرآن کریم کے تدریجاً نازل ہونے کی حکمتیں:

1. مشرکین و کفار اور مخالفین کی مخالفت و اذیت رسانی اور سخت حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو مضبوطی فراہم کرنا۔

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَا نُزِّلَ عَلَیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ کَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلۡنٰهُ تَرۡتِیۡلًا

سورۃ الفرقان:32

ترجمہ: اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس رسول پر قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نازل نہ کر دیا گیا؟ ہم نے ایسے ہی نازل کیا ہے! تاکہ ہم اس کے ذریعے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھوایا ہے۔

2. مخالفین کے پیش کردہ شبہات کا رد اور ان کے دلائل کا جواب دینا۔

وَ لَا یَاۡتُوۡنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئۡنٰكَ بِالۡحَقِّ وَ اَحۡسَنَ تَفۡسِیۡرًا

سورۃ الفرقان:33

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا ہی عجیب سوال لے کر آئیں، ہم آپ کو اس کا ٹھیک جواب اور بہترین وضاحت عطا کر دیں گے۔

3. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لیے قرآن کریم کو یاد رکھنا اور سمجھنا آسان ہو جائے۔
4. قرآنی احکام کے نفاذ میں آسانی ہو۔ جن بری رسومات اور عادات میں عرب مبتلا تھے ان کو آہستہ آہستہ ان سے روکا گیا۔ جیسے شراب کی حرمت تین مراحل میں نازل ہوئی۔
5. حسب ضرورت احکام الٰہی کا نزول۔ کئی مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی پیش آمدہ صورتحال پر حکم الٰہی جاننے کے طلب گار ہوتے تو اس سے متعلقہ آیات کریمہ نازل ہو جاتیں۔
6. امت کے لیے آسانی۔ جس دور میں قرآن کریم نازل ہوا، امت مسلمہ کی اکثریت ناخواندہ تھی۔ قرآن کریم کو تدریجی مراحل میں نازل کرنے سے امت کے لیے قرآن اور فہم قرآن بہت آسان ہو گیا۔
7. قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ مختلف واقعات اور پیشین گوئیوں سے متعلق ہے۔ پیش آمدہ واقعات سے متعلق آیات کے نزول سے مسلمانوں کی بصیرت میں اضافہ ہوتا تھا۔ اسی طرح قرآن کریم کے غیبی خبریں بیان کرنے سے اس کی حقانیت اور زیادہ ثابت ہوتی تھی۔

سب سے پہلی وحی:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات کو سب سے پہلی وحی قرار دیتے ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵)

اے پیغمبر! صلی اللہ علیہ وسلم؛ اپنے رب کا نام لے کر پڑھیں جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب بڑے کرم والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

سب سے آخری وحی:

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

سورۃ البقرۃ:281

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جب تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد 9 راتوں تک زندہ رہے۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ج1 ص65

ترتیبِ نزولی اور ترتیبِ وضعی:

- قرآن کریم کی آیات اور سورتیں جس ترتیب پر نازل ہوئیں، وہ ترتیب: ترتیبِ نزولی کہلاتی ہے۔
- پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد رکھ دو۔ قرآن کریم کی یہ موجودہ ترتیب؛ ترتیبِ وضعی کہلاتی ہے۔

شانِ نزول

مطلب و مفہوم:

قرآن کریم کی بعض آیات ایسی ہیں جو اللہ رب العزت نے خود نازل فرمائیں، کوئی خاص واقعہ یا کوئی خاص سوال اس کے نزول کا سبب نہیں بنا۔ اور بعض آیات ایسی ہیں جو کسی خاص موقع پر نازل ہوئیں، یا کسی سوال کے جواب میں نازل ہوئیں۔ اس پس منظر کو شانِ نزول یا سببِ نزول کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ اگر شان نزول نہ سمجھا جائے تو بات صحیح سے سمجھ نہیں آتی۔

شانِ نزول جاننے کے فوائد:

فائدہ نمبر 1:

اس سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں اور کن حالات میں نازل فرمایا ہے۔

مثال:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى

سورۃ النساء:43

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

اگر شانِ نزول کی روایات معلوم نہ ہوں تو لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اُس وقت جبکہ شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی تو آخر یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ "نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ"؟ اس سوال کا جواب صرف شانِ نزول ہی سے مل سکتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شراب کے نشے کی وجہ سے قرآن کریم کے الفاظ غلط ادا ہو سکتے ہیں جس کی وجہ سے معنی بھی غلط ہو جائیں گے۔ اس لیے نشے کی حالت میں نماز سے منع کیا گیا۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا. فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ. فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا. وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُوا فُلَانًا قَالَ: فَقَرَأَ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ. لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. [قَالَ] فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

تفسیر ابن کثیر: ج2 ص309، تحت آیۃ یاایھاالذین آمنوالا تقربواالصلاۃ

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ (شراب کے حرام ہونے سے پہلے) ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے پر مدعو کیا۔ وہاں کھانے کے بعد شراب پی گئی۔ اسی حالت میں نماز کا وقت آ گیا تو ایک شخص نے امامت کی اور اس میں نشے کی وجہ سے قرآنی آیات کی تلاوت میں بہت بڑی غلطی کر گئے۔ سورۃ الکافرون کی آیات کو (لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ) اس طرح پڑھا جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ اے کافرو! جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کرتا اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ (یعنی غیر اللہ کی عبادت جس میں بت وغیرہ شامل ہیں) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ نمبر 2:

بسا اوقات شان نزول جانے بغیر آیت کا صحیح مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آتا اور اگر شان نزول معلوم نہ ہو تو آدمی اس آیت کا بالکل غلط مطلب بھی سمجھ سکتا ہے۔

مثال:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

سورۃ البقرۃ:115

ترجمہ: اور مشرق و مغرب، سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ تو تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے،

اگر اس آیت کا شان نزول پیش نظر نہ ہو تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کسی خاص جہت کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں، مشرق و مغرب سب اللہ کی ملکیت میں ہیں اور وہ ہر سمت میں موجود ہے، جس طرف بھی رخ

کر لیا جائے نماز ہو جائے گی حالانکہ یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم ہی نے دوسرے مقام پر کعبہ کی طرف رخ کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ یہ اُلجھن شانِ نزول کو دیکھ کر ہی حل ہوتی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّ أَوَّلَ مَا نُسِخَ فِي الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَ أَكْثَرُ أَهْلِهَا الْيَهُودَ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَفَرِحَتِ الْيَهُودُ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ قِبْلَةَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ يَدْعُو اللهَ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا إِلٰى قَوْلِهٖ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ يَعْنِيْ نَحْوَهٗ، فَارْتَابَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَهُوْدُ وَقَالُوْا مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ

السنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث 2338

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قرآن کریم میں سب سے پہلے قبلہ والا حکم منسوخ ہوا ہے۔ معاملہ یہ پیش آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہاں کی زیادہ آبادی یہودیوں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہودی بہت خوش ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس ماہ سے کچھ زائد وقت (سولہ یا سترہ ماہ تک) بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قلبی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ (بیت اللہ) کو چاہتے تھے اس کے لیے آپ دعا بھی مانگا کرتے تھے اور آسمان کی جانب نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے بھی تھے (کہ کب جبرئیل امین وحی لے کر پہنچیں گے) ۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے پیغمبر! ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں تو ہم آپ کو ضرور ایسے قبلے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے جسے آپ چاہتے ہیں۔ تو آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔ اور اے مسلمانو! تم لوگ جہاں کہیں بھی ہوا کرو، اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو۔ اس کے بعد یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا کہ کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے پہلے قبلہ سے پھیر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: آپ فرما دیجیے کہ

مشرق اور مغرب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اسی طرح یہ حکم بھی نازل ہوا کہ تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

فائدہ نمبر 3:

قرآن کریم بسا اوقات ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جن کا شانِ نزول کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اگر ان کا صحیح پسِ منظر معلوم نہ ہو تو بسا اوقات الفاظ - معاذ اللہ - بے فائدہ اور بے جوڑ معلوم ہونے لگتے ہیں جس سے قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت پر حرف آتا ہے۔

مثال:

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ

سورۃ الطلاق:4

ترجمہ: تمہاری وہ عورتیں جو حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو (ان کے بارے میں) شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن لڑکیوں کو ابھی تک حیض نہیں آیا ان کی بھی یہی (عدت) ہے۔

اس آیت میں یہ الفاظ کہ "اگر تم کو شک ہو" کا بظاہر کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے ان الفاظ کی وجہ سے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر سن رسیدہ عورت کو جس کا حیض بند ہو چکا ہو؛ حمل کے بارے میں کوئی شک نہ ہو تو اس پر کوئی عدت واجب نہیں ہے لیکن سبب نزول ان الفاظ کی وجہ بتاتا ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ فِيْ عِدَّةِ النِّسَاءِ قَالُوا: لَقَدْ بَقِيَ مِنْ عِدَّةِ النِّسَاءِ عِدَدٌ لَمْ يُذْكَرْنَ فِي الْقُرْآنِ: الصِّغَارُ وَالْكِبَارُ اللَّائِيْ قَدِ انْقَطَعَ عَنْهُنَّ الْحَيْضُ، وَذَوَاتُ الْحَمْلِ. قَالَ: فَأُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي النِّسَاءِ الْقُصْرٰى: وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ

تفسیر ابن کثیر: ج8 ص149، سورۃ الطلاق تحت ھذہ الآیۃ

ترجمہ: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: سورۃ

البقرۃ میں (حیض والی) عورتوں کی عدت تو بیان کر دی گئی۔ مدینہ منورہ کے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ چند عورتیں ابھی ایسی ہیں جن کی عدت قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئی، ایک تو چھوٹی بچیاں جنہیں حیض نہیں آتا، دوسری وہ سن رسیدہ عورتیں جن کا حیض بند ہو گیا اور تیسری حاملہ عورتیں۔ اس پر سورۃ الطلاق کی یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہاری وہ عورتیں جو حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو (ان کے بارے میں) شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن لڑکیوں کو ابھی تک حیض نہیں آیا ان کی بھی یہی (عدت) ہے۔

واضح رہے کہ یہاں اِنِ ارْتَبْتُمْ (اگر تم کو شک ہو) میں شک سے مراد یہ ہے کہ اصل عدت حیض سے شمار ہوتی ہے اور مذکورہ تینوں قسم کی عورتوں کا حیض تو بند ہے تو پھر ان کی عدت کیسے شمار ہو گی؟ تو یہاں یہی تردد اور شک مراد ہے۔

فائدہ نمبر 4:

قرآن کریم میں بسا اوقات کسی واقعہ کی طرف مختصر اشارہ کیا جاتا ہے اور جب تک وہ واقعہ معلوم نہ ہو ان آیات کا مطلب سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

مثال:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى

سورۃ الانفال:17

ترجمہ: اور اے نبی! جب آپ نے خاک کی مٹھی پھینکی، تو آپ نے نہیں پھینکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی!

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَمَّا دَنَا الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ فَرَمٰى بِهَا فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ وَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔ فَدَخَلَتْ فِيْ أَعْيُنِهِمْ كُلِّهِمْ وَأَقْبَلَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُوْنَهُمْ وَيَأْسِرُوْنَهُمْ وَكَانَتْ هَزِيْمَتُهُمْ فِيْ رَمْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَنْزَلَ اللهُ: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى

تفسیر الطبری لمحمد بن جریر الطبری: ج4 ص31، تحت ھذہ الآیۃ

ترجمہ: محمد بن قیس اور محمد بن کعب القرظی رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ (غزوہ بدر کے موقع پر) جب مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینکی اور ساتھ یہ بھی فرمایا: کفار کے چہرے برباد ہوگئے۔ وہ مٹھی بھر مٹی تمام کفار کی آنکھوں میں پڑی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر ان کفار کو قتل بھی کیا اور انہیں قیدی بھی بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مٹی پھینکنے کی وجہ سے کفار کو شکست ہوئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جب آپ نے خاک کی مٹھی پھینکی، تو آپ نے نہیں پھینکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

کیا آپ قرآن کریم کا حق ادا کرتے ہیں؟

قرآن کریم کے پانچ بنیادی حقوق ہیں؛ جن کو ادا کرنا ہر مسلمان کے ذمے ہے:

- قرآن کریم پر ایمان لانا۔
- قرآن کریم کو درست انداز میں پڑھنا۔
- قرآن کریم کو سمجھنا۔
- قرآن کریم پر عمل کرنا۔
- قرآن کریم کی تبلیغ کرنا۔

آئیں! عہد کریں کہ ہم قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھیں گے اور صحیح العقیدہ علماء کرام سے قرآن کریم کو سمجھ کر اس پر عمل بھی کریں گے۔

مکی اور مدنی آیات کی تعین

مکی آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرضِ ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرضِ ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نازل ہوئیں۔

مکی و مدنی سورتوں کی تعین کے قواعد:

بعض قواعد کلی ہیں اور بعض اکثری۔

قواعدِ کلیہ:

1: جن سورتوں میں لفظ کَلَّا آیا ہے وہ مکی ہیں، اور یہ لفظ پندرہ سورتوں میں آیا ہے جو قرآن کریم کے آخری نصف میں ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

سُوْرَةُ مَرْيَمَ	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ
سُوْرَةُ سَبَاٍ	سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ	سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ
سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ	سُوْرَةُ النَّبَاِ	سُوْرَةُ عَبَسَ
سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ	سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ	سُوْرَةُ الْفَجْرِ
سُوْرَةُ الْعَلَقِ	سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ	سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

2: ہر وہ سورت جس میں کوئی آیت سجدہ ہو وہ مکی ہے۔ اس قاعدے کی رو سے سورۃ الحج مکی ہے لیکن اگر اسے مدنی قرار دیا جائے جیسا کہ بعض صحابہ و تابعین سے مروی ہے تو سورۃ الحج اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہو گی۔

3: وہ سورت جس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا ذکر ہے وہ مکی ہے، سوائے سورۃ البقرۃ کے کہ یہ مدنی ہے۔

4: وہ سورتیں جن میں جہاد یا اس کے احکامات کا تذکرہ ہے، وہ مدنی ہیں۔

5: وہ سورتیں جن میں منافقین کا ذکر ہے وہ مدنی ہیں۔ بعض علماء نے اس قاعدہ سے سورۃ العنکبوت کو مستثنیٰ کیا

ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ سورۃ العنکبوت بحیثیت مجموعی مکی ہے مگر جن آیات میں منافقین کا ذکر ہے وہ آیات مدنی ہیں۔

قواعدِ اکثریہ:

1: مکی سورتوں میں عموماً خطاب یَاَیُّھَا النَّاسُ سے ہوتا ہے اور مدنی میں یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے۔

2: مکی آیات اور سورتیں عموماً چھوٹی اور مدنی آیات اور سورتیں عام طور پر طویل ہوتی ہیں۔

3: مکی سورتوں میں زیادہ تر توحید، رسالت، آخرت کے اثبات، حشر و نشر، آپ علیہ السلام کو تسلی اور اقوام سابقہ کے حالات کا ذکر ہوتا ہے اور مدنی سورتوں میں خاندانی و تمدنی قوانین، جہاد و قتال کے احکام اور حدود و فرائض کا بیان ہوتا ہے۔

4: مکی سورتوں میں عموماً خطاب بت پرستوں سے ہوتا ہے اور مدنی سورتوں میں اہلِ کتاب اور منافقین سے۔

5: مکی سورتوں کا انداز عظیم الشان ہوتا ہے ان میں استعارات، تشبیہات اور ذخیرہ الفاظ کی کثرت ہوتی ہے جبکہ مدنی سورتوں کا اندازِ بیان سادہ ہوتا ہے۔

نزول کے وقت اور مقام کے اعتبار سے قرآنی آیات کی اقسام:

نہاری: وہ آیات جو دن کے وقت نازل ہوئیں۔

لیلی: وہ آیات جو رات کے وقت نازل ہوئیں۔

صیفی: وہ آیات جو موسم گرما میں نازل ہوئیں۔

شتائی: وہ آیات جو موسم سرما میں نازل ہوئیں۔

فراشی: وہ آیات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئیں جب آپ اپنے بستر مبارک پر تھے۔

سماوی: وہ آیات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معراج کے موقع پر آسمانوں پر نازل ہوئیں۔

سبعہ احرف کا مختصر تعارف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4992

ترجمہ: یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جو ان میں سے تمہارے لیے آسان ہو، اس طریقے پر پڑھا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث مبارک متواتر ہے۔

سبعہ احرف سے مراد:

حدیث میں "حروف کے اختلاف" سے مراد "قراءتوں کا اختلاف" ہے اور سات حروف سے مراد "اختلاف قراءات" کی سات نوعیتیں ہیں، چنانچہ قراءتیں تو اگرچہ سات سے زائد ہیں لیکن ان قراءتوں میں جو فرق پائے جاتے ہیں وہ سات قسم کے ہیں۔ ائمہ تفسیر اس بات پر تو متفق ہیں کہ حدیث میں "سات حروف" سے مراد اختلاف قراءات کی سات نوعیتیں ہیں لیکن ان نوعیتوں کی تعیین میں ان حضرات کے اقوال میں تھوڑا فرق ہے۔

اس معاملہ میں سب سے زیادہ مستحکم اور جامع قول امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قراءات کا اختلاف سات اقسام میں منحصر ہے۔

1: اسماء کا اختلاف:

جس میں واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث دونوں قسم کا اختلاف داخل ہے۔ اس کی مثال سورۃ الانعام کی آیت 115 وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں وَتَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ بھی پڑھا گیا ہے۔

2: افعال کا اختلاف:

کسی قراءۃ میں صیغہ ماضی ہو، کسی میں مضارع اور کسی میں امر۔ اس کی مثال سورۃ سبا آیت نمبر 19 رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کی جگہ رَبُّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا بھی آیا ہے۔

3:وجوہِ اعراب کا اختلاف:

جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں۔اس کی مثال سورۃالبقرۃ آیت نمبر282 وَ لَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کو وَ لَا یُضَآرُّ کَاتِبٌ پڑھا گیا ہے۔اور سورۃ البروج آیت نمبر 15 ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کو ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ پڑھا گیا ہے۔

4:الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔اس کی مثال سورۃالتوبۃ آیت نمبر100 جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ پڑھا گیا ہے۔اسی طرح سورۃاللیل آیت نمبر3 وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الْاُنْثٰٓی ہے جبکہ ایک قراءۃ میں وَالذَّکَرَ وَ الْاُنْثٰٓی ہے اور اس میں وَ مَا خَلَقَ کا لفظ نہیں ہے۔

5:تقدیم و تاخیر کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں کوئی لفظ مقدم اور دوسری میں وہ لفظ مؤخر ہو۔اس کی مثال سورت ق آیت نمبر 19 وَ جَآءَتْ سَکْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں وَ جَآءَتْ سَکْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ پڑھا گیا ہے۔

6:بدلیت کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءۃ میں اس کی جگہ دوسرا لفظ۔اس کی مثال سورۃالحجرات آیت نمبر6 یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا ہے جبکہ ایک قراءۃ میں فَتَثَبَّتُوْٓا پڑھا گیا ہے۔

7: لہجوں کا اختلاف:

جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلافات شامل ہیں۔ مثلاً مُوْسٰی۔ ایک قراءۃ میں اِمالہ کے ساتھ مُوْسٰیؒ ہے جبکہ دوسری قراءۃ میں مُوْسٰی بغیر امالہ کے ہے۔

لہجوں کے اختلاف میں جن اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی مکمل تفصیل تو قراءات کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہاں ہم ان کا مختصر سا تعارف کروا دیتے ہیں:

تفخیم: حروف کو موٹا کر کے پڑھنا۔

ترقیق: حروف کو باریک کر کے پڑھنا۔

امالہ: الف کو یاء؛ اور فتحہ کو کسرہ کی طرف جھکا کر پڑھنا۔

قصر: یہ مد کی مقدار ہے جس میں ایک الف کے برابر مد ہوتی ہے۔

مد: مدہ اور حروفِ لین پر آواز کو کھینچنا۔

اظہار: کسی بھی حرف کو ظاہر کر کے پڑھنا۔

ادغام: دو حرفوں کو ملا کر مشدّد کر کے پڑھنا۔

سبعہ احرف اور اختلافاتِ قراءات کے فوائد

- سبعہ احرف یا اختلاف قراءات کے کئی فائدے ہیں مثلاً:
- تلاوت میں آسانی ہوتی ہے۔
- قرآنی آیات کی تفسیر اور معانی میں نئے نئے نکات سامنے آتے ہیں۔
- قرائتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے لغاتِ عرب کا تحفظ ہوتا ہے۔
- قرآن کریم ایک مُعجِز کتاب ہے۔ سبعہ احرف سے اس اعجازِ قرآنی کے چیلنج میں مزید توسع ہوتا ہے۔

تاریخ جمع وحفاظتِ قرآن

قرآن کریم کی جمع و تدوین کے تین مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ؛عہدِ نبوی ﷺ میں:

قرآن کریم چونکہ تیئس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا،اس لیے ابتداء میں ایک ہی مرتبہ اس کو کتابی شکل میں لکھنا ممکن نہیں تھا۔جب کوئی آیت مبارکہ نازل ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد فلاں جگہ پر لکھ دو۔قرآن کریم کی تدوین اور حفاظت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دور سے شروع ہوگئی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حفاظتِ قرآن کا سب سے پہلا ماخذ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک سینے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو لکھوایا بھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد بھی کروایا۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں ہی کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کے مکمل حافظ ہو چکے تھے۔صحابہ کرام آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو یاد بھی کرتے اور اس کے معانی اور مطالب کو بھی سمجھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری سال جبریل امین کے ساتھ مکمل قرآن کریم کا دور بھی کیا تھا۔

دورِ نبوی میں جمعِ قرآن کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1): قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوتا اسے فوراً تحریر کر لیا جاتا۔

(2): یہ تحریر کبھی جانور کے کندھے کی ہڈی پہ ہوتی، کبھی کاغذ پہ، کبھی چمڑے پہ، کبھی پتھر کی سِلوں پہ اور کبھی بانس کے پارچوں پہ۔

(3): قرآن مجید متفرق طور پر تحریر کیا گیا تھا لیکن ایک جلد میں جمع نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی مقرر تھے۔جو قرآن کریم لکھا کرتے تھے۔امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ(ت256ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ﴾ الآية

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4990

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ نازل ہوئی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بھیجو، وہ تختی، دوات اور (کسی بڑے جانور کے) کندھے کی صاف ہڈی لے کر آئے۔ یا پھر یوں فرمایا کہ (کسی بڑے جانور کے) کندھے کی صاف ہڈی اور دوات لے کر میرے پاس آئے۔ (چنانچہ میں ان کو بلا کر لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے) فرمایا: لکھو! ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ﴾

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ الْقُرْآنُ كُلُّهُ كُتِبَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ غَيْرُ مَجْمُوعٍ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9ص12 کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن

ترجمہ: قرآن کریم مکمل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ جمع نہیں تھا۔

دوسرا مرحلہ؛ عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں:

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے وقت مکمل قرآن کریم ایک ہی جگہ پر کتابی صورت میں جمع نہیں تھا بلکہ مختلف صفحات اور مختلف جگہوں پر الگ الگ لکھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں کئی قراء صحابہ کرام کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی مشورے اور اتفاق کے ساتھ قرآن کریم کو ایک جگہ پر مکمل طور پر لکھوایا گیا تا کہ تمام آیات جو کسی بھی جگہ پر محفوظ ہوں ان سب کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے۔

عہدِ صدیقی کے جمعِ قرآن کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1): اس جمع کا محرک جنگِ یمامہ میں کثیر حفاظ کا شہید ہونا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام پر راضی ہوئے۔

(2): کتابتِ قرآن کا یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (انصاری صحابی) کے سپرد کیا گیا۔ انہوں نے قرآنی آیات کو جانور کے کندھے کی ہڈی، کاغذ، چمڑے، پتھر کی سِلوں، بانس کے پارچوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔

(3): یہ اعلان کر دیا گیا کہ جس کے پاس جو آیت لکھی ہوئی ہے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔

(4): حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جو آیات لاتے تو آپ رضی اللہ عنہ پہلے اپنی یادداشت سے ان آیات کی توثیق کرتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ توثیق کرتے، پھر ان آیات پر دو گواہ طلب کیے جاتے۔ جب گواہ گواہی دیتے؛ تب ان آیات کو مصحف میں تحریر کیا جاتا۔ پھر مختلف صحابہ کرام کے پاس موجود قرآن کریم کی آیات کے مجموعے کے ساتھ اس کا تقابل کیا جاتا۔ الغرض انتہائی احتیاط کے ساتھ قرآن کریم کی جمع و تدوین کا کام مکمل ہوا۔

(5): قرآن مجید کو صرف کاغذ پر لکھا گیا۔

(6): مکمل ایک جگہ پر لکھ دیا گیا۔

(7): سورتوں کو باقاعدہ ترتیب دی گئی لیکن ہر سورت الگ الگ صحیفہ میں لکھی ہوئی تھی، تمام سورتیں ایک صحیفہ میں یکجا نہیں تھیں۔

(8): اس مصحف میں یہ ترتیب رکھی گئی کہ اگر کوئی لفظ لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں ایک جیسے رسم الخط پر لکھا جاتا ہو تو اسے ایک ہی رسم الخط پر لکھا گیا اور جہاں لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں فرق تھا تو سب لغات (لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات) کو باقی رکھا گیا۔

(9): اس کا ایک ہی نسخہ تیار ہوا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور ان کی شہادت کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے

پاس رہا۔

(10): یہ مصحف تیار ہو گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ اور یہ مصحف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک آپ کے پاس رہا، پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور آپ کی شہادت کے بعد یہ آپ کی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

تیسرا مرحلہ؛ عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے قرآن کریم کو جمع کرنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں دین اسلام دور دور کے ممالک میں پھیل چکا تھا اور وہاں کے لوگ قرآن کریم کو یاد کر رہے تھے۔ چونکہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قراءات میں سیکھا تھا اس لیے ہر ایک نے اپنے شاگردوں کو اپنے انداز میں پڑھایا۔ اس وجہ سے عجمی اور نو مسلم لوگوں میں جھگڑے پیش آنے لگے۔ جو دور دراز کے علاقے تھے وہاں کے لوگوں نے جس حرف کے مطابق پڑھا تھا، وہ اس کے علاوہ پڑھے جانے والے انداز کو غلط کہتے تھے۔ جب یہ خبریں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمام لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیتے ہیں تا کہ کوئی اختلاف نہ پیش آئے۔ تمام صحابہ کرام نے اس رائے کو پسند فرمایا۔ قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کیا گیا لیکن اس میں نقطے اور حرکات نہیں لگائی گئیں تا کہ تمام لغات اس میں جمع ہو سکیں اور ہر ایک کے مطابق پڑھا جا سکے۔

عہدِ صدیقی کے جمعِ قرآن کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1): اس جمع کا محرک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کے محاذ پر جہاد میں مشغول تھے۔ انہوں نے وہاں لوگوں میں قراءتِ قرآن کے سلسلے میں اختلاف دیکھا۔

(2): حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ؛ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اس اختلاف کی بابت عرض کی کہ اس صورت حال کو کنٹرول کیا جائے ورنہ آئندہ چل کر یہود و نصاریٰ کے اختلاف

کی طرح ہو جائے گا جنہوں نے اپنی کتاب میں اختلاف کیا۔

(3): سات حروف جن پر قرآن نازل ہوا تھا وہ عرب میں تو کم باعثِ اختلاف بنے لیکن جب اسلام پھیلا اور عجم میں پہنچا تو اب اختلاف زیادہ ہوا۔

(4): حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیج کر وہ مصحف منگوالیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔

(5): حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی:

۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (انصاری صحابی)

۲۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

۳۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

(6): اس کمیٹی کو حکم دیا کہ اس نسخہ کو (جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوایا گیا تھا) سامنے رکھ کر قرآن مجید کو جمع کریں۔

(7): جمعِ قرآنی کے سلسلے میں اسی طرز کو دوبارہ اختیار کیا گیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اختیار کیا گیا تھا کہ لوگوں سے وہ آیات دوبارہ جمع کی گئیں جو ان کے پاس موجود تھیں۔ یہ حضرات پہلے اپنے حافظے سے ان آیات کی توثیق کرتے، پھر لوگوں سے اس پر گواہ طلب کرتے، پھر مصحف میں درج کرتے۔

(8): جہاں لغت قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں اختلاف تھا ان کو اس مصحف میں ختم کر دیا گیا، صرف لغت قریش کو (مع رسم الخط) باقی رکھا گیا۔

(9): تمام سورتوں کو ایک صحیفہ میں مرتب کیا گیا۔

(10): اس مصحف کے پانچ یا سات نسخے تیار کیے گئے جو اسلامی سلطنت کے بڑے شہروں میں بھیج دیے گئے۔

(11): حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کا مصحف واپس کر دیا گیا۔

(12): یہ اعلان کر دیا گیا کہ اس نسخہ کے علاوہ باقی نسخے جلا دیے جائیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. فَفَعَلُوا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4987

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذر بائیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لیے جنگی و عسکری تیاریوں میں مصروف تھے تا کہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے اختلاف قراءات کے سلسلے میں بہت پریشان تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے (مدینہ آکر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین! اس سے پہلے کہ یہ امت بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرے آپ اس معاملے کو سنبھالیے! (اور سارا واقعہ عرض کیا کہ لوگ ایک دوسرے کے سامنے یوں کہہ رہے ہیں کہ میری قراءت آپ کی قراءت سے بہتر ہے) چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ وہ صحائف (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سرکاری طور پر جمع کرائے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے پاس ہیں) ہمیں دے دیجیے، ہم انہیں دیگر مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ مصاحف حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان صحیفوں (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سرکاری طور پر جمع کرائے تھے) کو مصاحف میں نقل کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کو فرمایا کہ جب آپ کا حضرت زید بن ثابت کے ساتھ کسی لفظ میں (قراءت مع رسم الخط) کا اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت (مع رسم الخط) کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن کریم (اولا) قریش کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ جب تمام صحائف کو مختلف مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سارے صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور ریاست مدینہ کے ماتحت سلطنتوں میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ اگر قرآن کریم کسی صحیفے میں یا مصحف میں لکھا ہو تو اسے جلا دیا جائے۔

نوٹ:

بعض روایات میں ہے کہ ان مصاحف کو جلانے سے پہلے دھویا گیا تھا۔

تلاوتِ قرآن میں سہولت کے مراحل

نقطے اور حرکات:

اہل عرب کے لیے تو بغیر نقطوں اور اعراب کے پڑھنا مشکل نہیں تھا لیکن غیر عربوں کے لیے یہ کام مشکل تھا۔ اسی سہولت کے پیش نظر قرآن کریم پر حرکات لگائی گئیں البتہ وہ حرکات آج کل کی حرکات کی طرح نہیں تھیں بلکہ نقطوں کے ذریعے لکھی جاتی تھیں۔

یہ جو حرکات کی معروف علامات ہیں، یعنی زبر، زیر، پیش، تنوین، سکون وغیرہ؛ وہ بعد میں وضع کی گئیں۔

اور نقطوں اور حرکات کا یہ کام بعض روایات کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے شاگرد ابوالاسود دوئلی نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی سرپرستی میں کیا اور بعض روایات کے مطابق حجاج بن یوسف نے یہ کام اپنے دور

میں کروایا۔

احزاب یا منزلیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ ہر ہفتے میں قرآن کریم کو مکمل کرتے تھے اسی مقصد کے لیے قرآن کریم کی ایک مخصوص مقدار مقرر کرلی تھی جسے منزل یا حزب کہا جاتا تھا۔ یہ قرآن کریم کی سات منزلیں ہیں جو تلاوت قرآن کی سہولت کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

پارے:

قرآنِ کریم کے تیس پارے بھی تعلیم اور تدریس کی سہولت کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں۔ قرآن کریم کو تیس پاروں یا اجزاء کے برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور یہ ترتیب بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد سے چلی آرہی ہے۔

رکوع:

قرآن کریم کی ایک اور علامت رکوع ہے جہاں پر معنی اور مفہوم کے اعتبار سے ایک بات ختم ہوئی وہاں "ع" کی علامت بنادی گئی تاکہ ایک بات مکمل ہو جائے اور اس کے بعد رکوع کیا جاسکے۔

رموزِ اوقاف:

قرآن کریم کی تلاوت میں آسانی کے لیے ایک کام یہ کیا گیا کہ آیات کے درمیان میں کچھ ایسی علامات لگائی گئیں جن سے یہ معلوم ہو کہ کس جگہ پر وقف کرنا ہے۔ تاکہ اہل عرب کے علاوہ غیر عربی لوگ بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے آسانی سے صحیح جگہ پر وقف کر سکیں۔ ان علامات کو رموزِ اوقاف کہا جاتا ہے۔

ان علامات کے ذریعے اس بات کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ کس جگہ پر رکنا ضروری ہے کس جگہ پر رکنا اور نہ رکنا دونوں طرح صحیح ہے اور کس جگہ پر ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ اگر ان امور کا خیال نہ رکھا جائے تو معنٰی بدل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے اکثر نسخوں کے آخر میں ان علامات کی تفصیل لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

سبعہ عشرہ قراءات

عربی میں سبعہ کا معنٰی ہے: سات اور عشرہ کا معنٰی ہے: دس۔ قراء سبعہ یا سات قراء؛ ان قراء کرام کو کہا جاتا ہے جن سے قرآن کریم کی قراءت کے سلسلہ میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ ان روایات میں بعض جگہوں پر کلمات، حرکات (زبر، زیر، پیش)، معروف و مجہول وغیرہ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان قراء کے نام یہ ہیں:

قراء سبعہ:

[1]: قاری عبد اللہ بن عامر بن یزید الیَحْصُبِی الدمشقی الشامی رحمہ اللہ (ت118ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا... امام عبد اللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان القرشی الدمشقی رحمہ اللہ (ت242ھ)

۲... امام ابو الولید ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرۃ السلمی الدمشقی رحمہ اللہ (ت245ھ)

[2]: قاری ابو معبد عبد اللہ بن کثیر بن عمرو الداری المکی رحمہ اللہ (ت120ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا.... امام احمد بن محمد بن عبد اللہ البَزِّی رحمہ اللہ (ت250ھ)

۲.... امام محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد المکی المخزومی المعروف "قنبل" رحمہ اللہ (ت291ھ)

[3]: قاری عاصم بن أبي النَّجُوْد الاسدی الکوفی رحمہ اللہ (ت127ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا... امام حفص بن سلیمان بن مغیرہ بن الاسدی الکوفی رحمہ اللہ (ت180ھ)

۲... امام ابو بکر شعبہ بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفی رحمہ اللہ (ت193)

[4]: قاری ابو عمرو زَبَّان بن العلاء بن عمار البصری رحمہ اللہ (ت154ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا... امام ابو عمر حفص بن عمر بن عبد العزیز الدوری الازدی رحمہ اللہ (ت246ھ)

۲....امام صالح بن زیاد بن عبد اللہ بن سوسی رحمہ اللہ (ت 261ھ)

[5]: قاری حمزہ بن حبیب بن عُمارۃ الزیات الکوفی رحمہ اللہ (ت156ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا...امام ابو عیسیٰ خلاد بن خالد الشیبانی الکوفیرحمہ اللہ (ت220ھ)

۲...امام ابو محمد خلف بن ہشام بن ثعلب الاسدی البغدادی البزار رحمہ اللہ (ت229ھ)

[6]: قاری ابو رُوَیم نافع بن عبد الرحمٰن اللیثی المدنی رحمہ اللہ (ت169ھ)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا...امام عیسیٰ بن مِیْنَا بن وَرْدان قالون رحمہ اللہ (ت220ھ)

۲...امام عثمان بن سعید بن عبد اللہ ورش رحمہ اللہ (ت197ھ)

[7]: امام ابو الحسن علی بن حمزہ الکسائی النحوی الکوفی رحمہ اللہ (ت189)

آپ کی قراءت کو روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

ا....ابو الحارث لیث بن خالد مروزی بغدادی رحمہ اللہ (ت240ھ)

۲....امام ابو عمر حفص بن عمر بن عبد العزیز الدوری الازدی رحمہ اللہ (ت246ھ)

قراء ثلاثہ:

ان سات قراء کرام کے علاوہ مزید تین قراء کرام ہیں جن کی قراءتیں بھی قابل اعتماد ہیں لیکن مذکورہ قراء سبعہ سے کچھ کم درجے کی ہیں۔ ان تین قراء کرام کے نام یہ ہیں:

1. ابو جعفر یزید بن القعقاع
2. یعقوب بن اسحاق الحضرمی
3. خلف بن ہشام

مذکورہ دس قراءات کے علاوہ کچھ قراءات؛ قراءاتِ شاذہ بھی ہیں۔ ان کی تفصیل علوم القرآن اور علم القراءات کی بڑی کتابوں میں ہے۔

قرآنی رسم الخط یا رسمِ عثمانی

قرآنِ کریم نظم اور معنی کے مجموعہ کا نام ہے۔ قرآنی الفاظ کو اصطلاحِ میں نظمِ قرآن کہا جاتا ہے۔ نظمِ قرآن اصل ہے اور معانی اس کے تابع ہیں۔ قرآن کریم کا نظم ہی فصاحت و بلاغت پر مبنی اس چیلنج کا حامل ہے جس کی مثال پیش کرنے سے آج تک عرب و عجم عاجز رہے اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

قرآن کریم کا یہ نظم جس طرح اپنے نزول کے اعتبار سے سبعۃ احرف کا حامل ہے، اسی طرح کتابت کے اعتبار سے بھی یہ ایک مخصوص طرز تحریر یا رسم الخط سے موصوف ہے۔ اس رسم الخط کو اصطلاح میں "رسمِ عثمانی" کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ تین چیزوں سے آراستہ ہیں: عربیت، سبعۃ احرف اور لغتِ قریش کا رسم الخط۔ قرآن کریم خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ

سورۃ یوسف:2

بیشک ہم نے اس کتاب کو قرآن بنا کر عربی میں نازل کیا ہے تا کہ تم سمجھ سکو۔

اس لیے قرآن کریم کو عربیت کے مطابق پڑھنا اور لکھنا قرآن کریم کی تلاوت اور کتابت کے لیے اولین شرط ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ بغیر عربی متن کے؛ قرآن کریم کا کسی اور زبان میں صرف ترجمہ شائع کرنا جائز نہیں ہے۔

قرآنِ کریم کا نزول سبعۃ احرف پر ہوا ہے یعنی اختلافِ قراءات کی سات نوعیتیں جن پر متواتر اور مشہور قراءات کی بنیاد ہے۔ قرآن کریم کا یہ رسم الخط بھی توقیفی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کو لغتِ قریش کے طرز کتابت میں تحریر کروایا تھا۔ مصحفِ صدیقی اور مصاحفِ عثمانی میں بھی اس رسمِ قرآنی کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ قرآنِ کریم کی آخری اور حتمی جمع و تدوین چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی تھی اس لیے یہ طرزِ تحریر "رسمِ عثمانی" کے نام سے مشہور ہے۔

اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں آیات اور سورتوں کی جمع و ترتیب؛ توقیفی

اور سماعی ہے یعنی ایسی ترتیب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے اور اس کے خلاف کرنا درست نہیں اسی طرح اس کی تلاوت اور ضابطہ کتابت بھی توقیفی اور اجماعی ہے۔ جس طرح قرآن کریم کو قراءات متواترہ اور مشورہ کے خلاف پڑھنا جائز نہیں اسی طرح رسم عثمانی کے خلاف لکھنا بھی جائز نہیں۔

مصاحفِ عثمانیہ ان تمام قراءات کے حامل تھے اور آج بھی کتابت کے اعتبار سے قرآن کریم کا رسم الخط مصاحفِ عثمانیہ کے مطابق ہونا شرط ہے۔ مثلاً "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ" میں لفظ "الْكِتٰبُ" کو تا پر کھڑی زبر کے ساتھ لکھنا ضروری ہے۔

رسمِ قرآنی یا رسمِ عثمانی کے موضوع پر درج ذیل کتابیں بہت اہمیت کی حامل ہیں:

ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی ت 444ھ کی کتاب المقنع

ابو محمد قاسم بن خلف الشاطبی ت 590ھ کی منظوم کتاب: عقيلة

قاری رحیم بخش پانی پتی کی کتاب: الخط العثمانی فی الرسم القرآنی

خط اور رسم الخط میں فرق:

حروف تہجی کو ملا کر لفظ کی شکل بنانے کو خط کہتے ہیں۔ آسان الفاظ میں اسے فونٹ Font کہہ لیں۔

اور کن حروف کو ملا کر لکھا جائے گا اور کن کو الگ الگ۔ کوئی حرف بڑھایا جائے گا یا حذف ہو گا؛ اس اندازِ تحریر اور ضابطے کی پابندی کا نام رسم الخط ہے۔ اسی کو رسمِ عثمانی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد خط یعنی فونٹ نہیں ہوتا بلکہ رسم الخط ہے۔

خط یعنی فونٹ کے فرق سے لفظ کے تلفظ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مثلاً: "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کو بعض قراءات میں "مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" یعنی "میم" پر زبر کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ فونٹ جو بھی ہو، اندازِ تحریر بغیر الف کے "ملك" ہی رہے گا۔ اس کے برخلاف "مالك" لکھنا درست نہیں۔

مشق نمبر 2

درست جواب پر نشان لگائیں:

1:وحی کا لغوی معنی ہے اشارہ کرنا:

اطمینان سے	جلدی سے	آہستہ سے

2:متواتر اور مشہور قراءات کی تعداد ہے:

دس	پانچ	دو

3:حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی ہوئی:

وحی بشارت	وحی رسالت	وحی نبوت

4:نزول وحی کی کل صورتیں تھیں:

چھ	سولہ	چھتیس

5:اللہ تعالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بلاواسطہ مکالمہ ہوا:

شب ہجرت	فتح مکہ	معراج

6:قرآن کریم کے نزول کے لیے دو طرح کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

فرقان اور قرآن	اِنزال اور تنزیل	اِنذار اور تبشیر

7:"رُھُص" کہتے ہیں:

سنگ بنیاد کو	سنگ مرمر کو	حجر اسود کو

8:سب سے پہلی وحی کی آیات اس سورۃ میں نازل ہوئیں:

سورۃ الناس	سورۃ الکوثر	سورۃ العلق

9:مکی سورتوں کی تعداد ہے:

اٹھائیس	اڑسٹھ	چھیاسی

خالی جگہ پُر کریں:

لفظ ''کَلَّا'' والی سورتیں قرآن کریم کے آخری...........میں ہیں۔

مکی سورتوں میں عموماً خطاب یآ اَیُّھَا...........سے ہوتا ہے اور مدنی سورتوں میں یآ اَیُّھَا...........کے ساتھ۔

سبعہ احرف سے مراد...........کا اختلاف ہے۔

ایک قراءۃ میں کوئی لفظ مقدم اور دوسری قراءۃ میں مؤخر ہو اس کی مثال سورۃ ق کی آیت نمبر...........میں ہے۔

لہجوں کے اختلاف کی مثال لفظ...........ہے۔

مکی سورتوں کا انداز بیان عظیم الشان جبکہ مدنی سورتوں کا انداز بیان...........ہوتا ہے۔

مکی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرض ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے...........نازل ہوئیں۔

مکی مدنی سورتوں کے بعض قواعد کلی ہیں اور بعض...........ہیں۔

وہ سورتیں جن میں منافقین کا تذکرہ ہے وہ مدنی ہیں لیکن سورۃ...........مستثنیٰ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ...........جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا دوبارہ اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملے۔

مختصر جواب دیں:

وحی کے لغوی معانی کتنے اور کون کون سے ہیں؟ بیان کیجئے۔

نزولِ وحی کی کیفیات کتنی تھیں؟ نام لکھیں اور یہ بھی بتائیں کہ آخری قسم کی تفصیل کیا ہے؟

ارہاص کیا ہے؟ نیز آپ نے کون کون سے ارہاص پڑھے ہیں؟ مختصر وضاحت کریں۔

سب سے پہلی اور آخری وحی کون سی ہے؟

آپ نے شانِ نزول جاننے کے کتنے فوائد پڑھے ہیں؟ ان میں سے کوئی ایک لکھیں۔

ناسخ، منسوخ

نسخ کا لغوی معنیٰ:

اَلنَّسْخُ لُغَةً: هُوَ الْاِزَالَةُ

غرائب القرآن لنظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری: ج1 ص355

ترجمہ: نسخ کا لغوی معنٰی ہے: مٹانا، ختم کرنا۔

نسخ کا اصطلاحی معنیٰ:

رَفْعُ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ بِدَلِيْلٍ شَرْعِيٍّ

مناہل العرفان لمحمد عبد العظیم الزرقانی: ج2 ص176، البحث: ماھو النسخ

ترجمہ: کسی حکم شرعی کو کسی شرعی دلیل سے ختم کر دینا۔

مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ ایک شرعی حکم نافذ فرماتے ہیں، پھر کسی دوسرے وقت میں اپنی حکمت کے پیش نظر اس حکم کو ختم کرکے اس کی جگہ کوئی نیا حکم عطا فرمادیتے ہیں۔ اس عمل کو "نسخ" کہا جاتا ہے۔ پرانے حکم کو "منسوخ" اور نئے کو "ناسخ" کہتے ہیں۔

مثال:

حکیم صاحب؛ مریض کو پہلے ایک دوائی دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں بعد پہلے والی دوا ختم کرکے دوسری دوائی دیتے ہیں۔ حکیم اپنے علم و حکمت کے مطابق مریض کی حالت کو جانتا ہے کہ کون سی دوا پہلے دینی ہے اور کون سی بعد میں۔ کوئی شخص بھی حکیم کے اس عمل کو جہالت نہیں کہتا بلکہ اس کی خوبی بتلاتا ہے کہ حکیم صاحب جانتے ہیں کہ اس مرض کو دور کرنے کے لیے اس سے متعلقہ ایک اور مرض کو دور کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ انہوں نے پہلے وہ دوا دی جس سے ایک مرض ٹھیک ہوا، اس کے بعد دوسری دوا دی جس سے دوسرا مرض ٹھیک ہو گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جو حکیم مطلق ذات ہے وہ بھی ازل سے جانتے ہیں کہ پہلے کون سا حکم دینا ہے اور بعد میں کون سا۔ معلوم یہ ہوا کہ احکام میں تبدیلی لانا حکمتِ الٰہیہ کے عین مطابق ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ حکیم صاحب کا علم ظنی ہوتا ہے،

اسبابِ علم کا محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم قطعی ہے اور اسبابِ علم کا محتاج نہیں۔

نسخ کی اقسام:

نسخ کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1: منسوخ التلاوۃ والحکم:

جس کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔ ان آیات کی تلاوت بھی جائز نہیں اور ان پر عمل بھی جائز نہیں۔

مثال:

بچپن کی حالت میں اگر کوئی بچہ اپنی والدہ کے علاوہ کسی اور خاتون کا تھوڑا سا دودھ بھی پی لے تو وہ عورت اس کی رضاعی والدہ بن جاتی ہے۔ اس بارے میں پہلے قرآن کریم میں حکم یہ تھا کہ اگر بچہ دس گھونٹ دودھ پیے گا تو وہ رضاعی بیٹا بنے گا لیکن اب اس آیت کی تلاوت بھی نہیں ہے اور یہ حکم بھی نہیں ہے۔

نوٹ: اس مسئلہ کی مزید تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے۔

2: منسوخ التلاوۃ دون الحکم:

جس کی تلاوت منسوخ ہو لیکن حکم باقی ہو۔ ایسی آیات پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب اس پر سلف و خلف کا اجماع ہو۔

مثال:

''اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ''

ترجمہ: شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو رجم کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے۔

یہ ایک ایسی آیت ہے جس کی اب تلاوت تو نہیں کی جاتی لیکن یہ حکم باقی ہے۔

3: منسوخ الحکم دون التلاوۃ:

جس کا حکم منسوخ لیکن تلاوت باقی ہو۔ ایسی آیات کی تلاوت تو کی جاتی رہے گی البتہ عمل صرف ناسخ پر کیا

جائے گا منسوخ پر نہیں۔

مثال:

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ

سورۃالبقرۃ:180

ترجمہ: تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آپہنچے اور وہ مال چھوڑ کر جارہا ہو تو اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے موافق وصیت کرے یہ حکم ان لوگوں پر لازم ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

قریبی رشتہ دار مثلاً والدین وغیرہ کے لیے مالی وصیت کرنے کے بارے میں یہ آیت کریمہ حکماً منسوخ ہے لیکن اس کی تلاوت اب بھی باقی ہے۔

قرآن کریم کے لیے ناسخ:

قرآن کی آیات کا ناسخ خود قرآن بھی ہو سکتا ہے اور حدیث متواتر بھی، البتہ اخبارِ آحاد سے قرآن کا نسخ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کسی خبر واحد کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے (یعنی جو بات اس حدیث مبارک سے ثابت ہورہی ہو اسی مضمون کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ مجتہدین قبول کر چکے ہوں) تو وہ بھی ناسخ بن سکتی ہے۔ اس کی مزید تفصیل اصول کی بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

نسخ القرآن بالقرآن:

اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ يَغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ‌ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

سورۃالانفال:65

ترجمہ: اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے، اور اگر تم میں سے ایک سو افراد ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے۔

درج بالا آیت درج ذیل آیت سے منسوخ ہے:

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ

سورۃ الأنفال:66

ترجمہ: اب اللہ تعالیٰ نے تمہارا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کے علم میں ہے کہ تمہارے اندر کسی قدر کمزوری ہے۔ لہٰذا اب اگر تم میں سے ثابت قدم رہنے والے ایک سو افراد ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے، اور اگر تم میں سے ایک ہزار افراد ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آ جائیں گے۔

نسخ القرآن بالحدیث المتواتر:

قرآن مجید کی رو سے وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے لیکن احادیثِ متواترہ کے پیش نظر پاؤں پر موزے پہننے کی صورت میں پاؤں دھونے والا حکم منسوخ شمار ہو گا اور موزوں پر مسح کیا جائے گا۔

منسوخ آیات قرآنی کی تعداد:

امام ابو عبد اللہ محمد بن بہادر الزرکشی الشافعی رحمہ اللہ (ت:794ھ) کے ہاں 63 آیات منسوخ ہیں۔

البرہان فی علوم القرآن: تحت بحث النسخ فی القرآن

امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت:911ھ) کے ہاں 19 آیات منسوخ ہیں۔

الاتقان فی علوم القرآن:62، تحت بحث النسخ فی القرآن

امام شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم بن وجیہہ الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت:1176ھ) کے ہاں 5 آیات منسوخ ہیں۔

الفوز الکبیر: تحت بحث النسخ فی القرآن

یہ اختلاف؛ لفظی ہے نہ کہ حقیقی، کیونکہ متقدمین کی اصطلاح میں نسخ کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس میں بہت سی وہ صورتیں داخل ہیں جو متاخرین کے ہاں "نسخ" میں نہیں آتیں۔ مثلا: متقدمین کے نزدیک عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید وغیرہ نسخ کے مفہوم میں داخل ہیں جبکہ متاخرین صرف اس صورت کو نسخ قرار دیتے ہیں جس میں سابقہ حکم کو بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہو محض عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید کو متاخرین نسخ شمار نہیں کرتے۔

عام کی تخصیص کی مثال:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

سورۃ البقرۃ:221

ترجمہ: مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

آیت میں اَلْمُشْرِكٰتِ کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کی مشرکہ عورتوں کو شامل ہے خواہ اہل کتاب ہوں یا بت پرست ہوں۔ درج بالا آیت کے لفظ اَلْمُشْرِكٰتِ کے عموم میں درج ذیل آیت کے لفظ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے تخصیص کر دی گئی ہے:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

سورۃ المائدۃ:5

ترجمہ: اور اہلِ کتاب میں سے باعفت عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں۔

فائدہ: متقدمین کے ہاں یہ بھی نسخ کہلاتا ہے جبکہ متاخرین اسے نسخ قرار نہیں دیتے۔

مطلق کی تقیید کی مثال:

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

سورۃ المائدۃ:89

ترجمہ: تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اس درجے کا اوسط کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل خانہ کو کھلاتے ہو، یا انہیں لباس دینا، یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اور جسے یہ کچھ بھی میسر نہ ہو؛ وہ تین روزے رکھے۔

کفاراتِ قسم میں سے جو آخری صورت ہے یعنی تین دن روزے رکھنا یہ مطلق ہے اس میں تینوں دن مسلسل بلاناغہ رکھنے کی کوئی قید نہیں۔ درج بالا آیت کے مطلق حکم کو درج ذیل آیت کی قید سے مقید کر دیا گیا ہے۔ یعنی یہی آیت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءۃ میں تینوں دن مسلسل بلاناغہ کی قید کے ساتھ مذکور ہے:

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ

ترجمہ: ایسا شخص کہ جس کے پاس ان مذکورہ تینوں چیزوں میں کچھ نہ ہو تو وہ تین دن مسلسل بلاناغہ روزے رکھے۔

تنبیہ:

متقدمین کے ہاں یہ بھی نسخ کہلاتا ہے جبکہ متاخرین اسے نسخ قرار نہیں دیتے۔ اس کی مزید تفصیلات اصول فقہ کی بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

نسخ کی حکمتیں

قرآنی احکام میں نسخ کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

- کسی آیت کی تلاوت کو منسوخ کرنا اور حکم باقی رکھنا یا حکم کو منسوخ کرنا اور تلاوت باقی رکھنا اس کی سب سے بڑی حکمت اہل ایمان کا امتحان ہے کہ اہل ایمان میں سے کون ہے جو حکم الٰہی کے آگے اپنا سر جھکا دیتا ہے۔
- شریعت میں آسانی اور تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ تاکہ لوگ صدیوں سے چلے آرہے اپنے معاشرتی رسم و رواج کو آہستہ آہستہ ختم کرکے دین کو سمجھیں اور شریعت کے احکام کو قبول کرلیں۔
- مسلمانوں کی اجتماعی مصلحت کو سامنے رکھا گیا۔ مثلاً: بیت المقدس کو منسوخ کرکے کعبۃ اللہ کو بطور قبلہ متعین کیا گیا۔
- کسی حکم کو منسوخ کرکے اس سے بہتر حکم عطا کیا گیا۔ مثلاً: شراب پہلے حلال تھی، پھر اسے حرام قرار دیا گیا۔
- بعض سیاسی حالات کا تقاضا تھا جس کی وجہ سے کچھ احکام منسوخ ہوئے۔ جیسے مکہ مکرمہ میں کفار کی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حکم تھا بعد میں یہ حکم منسوخ کرکے جہاد کا حکم دیا گیا۔

تفسیرِ قرآن کے قابلِ اعتبار مآخذ

وہ قابل اعتبار ذرائع جن سے قرآن کریم کی تفسیر کی جاسکتی ہے، ان کی تعداد چھ ہے:

1. تفسیر القرآن بالقرآن
2. تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
3. تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین
4. تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ
5. تفسیر القرآن بلغۃ العرب
6. تفسیر القرآن بعقل سلیم

1: تفسیر القرآن بالقرآن:

ایک جگہ ابہام پایا جارہا ہو، یا کوئی بات مجمل دکھائی دے رہی ہو تو دوسری آیت اس ابہام کو دور کرتی اور اجمال کی توضیح کردیتی ہے۔

مثال:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

سورۃ الفاتحۃ:5،6

ترجمہ: [اے اللہ!] آپ ہمیں سیدھے راستے پر چلائیں، ان لوگوں کے راستے پر جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔

درج بالا آیت کی تفسیر درج ذیل آیت سے کی گئی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

سورۃ النساء:69

ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ

نے بڑا افضل کیا ہے، یعنی انبیاء[علیہم السلام]، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور رفاقت کے اعتبار سے یہ کیا ہی بہترین لوگ ہیں!

فائدہ: اس موضوع پر تفسیر اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن لمحمد امین بن محمد مختار رحمہ اللہ ت 1393ھ اچھی کتاب ہے۔

2: تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے قرآنی آیات کی تفسیر و توضیح فرمائیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

سورۃ النحل:44

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ نصیحت نامہ [قرآن کریم] نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے خوب کھول کر بیان کر دیں جو ان کے لیے اتارا گیا ہے۔

اس لیے قرآن کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

مثال:

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

سورۃ الانشقاق:8

ترجمہ: (جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا) اس کا نہایت آسان حساب لیا جائے گا۔

درج بالا آیت کی تفسیر درج ذیل حدیث مبارک سے صحیح طور پر سمجھ میں آتی ہے اور ایک علمی اشکال کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب بھی کوئی بات سنتیں تو اسے اچھی طرح سمجھتی بھی تھیں اور اگر خود سمجھنے میں کہیں دشواری پیش آتی تو بات کہنے والے کی طرف رجوع کرتی تھیں کہ مجھے سمجھائیں یہاں تک کہ اس بات کو خوب

اچھی طرح سے سمجھ لیتیں۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت والے دن) جس شخص سے حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ آسان حساب لیا جائے گا (جبکہ آپ فرمارہے ہے کہ جس سے حساب لیا گیا، وہ مارا گیا۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا آسان حساب ہو گا) جس کی محض پیشی ہوئی لیکن (جو بات میں نے ابھی کہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ) جس شخص سے یہ پوچھ لیا گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ یعنی تفتیش شروع ہو گی تو یوں سمجھو کہ وہ شخص مارا گیا۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:103

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر اچھی ہیں:

1: انوار التنزیل واسرار التاویل لقاضی بیضاوی رحمہ اللہ ت685ھ (عربی)

2: تفسیر القرآن العظیم لامام ابن کثیر رحمہ اللہ ت:774ھ (عربی)

3: فتح المنان فی تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر حقانی از علامہ عبد الحق حقانی دہلوی رحمہ اللہ ت:1389ھ (اردو)

3: تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم:

قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کوئی صحابی بیان کرے تو وہ معتبر ہو گا اس لیے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔

مثال:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

سورۃ الانبیاء:30

ترجمہ: کیا کافر لوگ دیکھتے نہیں کہ آسمان اور زمین باہم جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے خوب واضح ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص (میرے پاس) آیا جو سورۃ الانبیاء کی درج ذیل آیت کی تفسیر دریافت

کرنے لگا۔ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

جس کا مفہوم یہ ہے کہ کیا کفار نے دیکھا نہیں کہ آسمان وزمین بند تھے، پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: آپ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جائیں اور اُن سے اس کی تفسیر معلوم کر لیں اور ہاں وہ اس کی جو تفسیر آپ کو بتائیں اس سے مجھے بھی آگاہ کرنا۔ وہ شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا اور اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آسمان خشک تھے، ان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین بانجھ تھی، اس سے کچھ اُگتا نہیں تھا، بارش کی وجہ سے یہ زمین پودے اگانے لگی۔ گویا آسمان کا فتق (کھلنا)، بارش کے ساتھ ہے اور زمین کا فتق، پھل پودے اگانے کے ساتھ ہے۔ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب یہ تفسیر بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اب پختہ یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن کریم کا خصوصی علم عطا ہوا ہے، واقعی انہوں نے سچ فرمایا ہے۔

تفسیر ابن کثیر، تحت سورۃ الانبیاء، رقم الآیۃ: 30

تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

1: اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اصولِ حدیث کے مطابق قبول کیا جائے گا۔

2: قولِ صحابی اگر مرفوع حدیث کے بظاہر متعارض ہو تو مرفوع حدیث کو ترجیح ہو گی۔

3: اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف کی صورت میں تطبیق دی جائے گی ورنہ مجتہد جس قول کو ترجیح دے گا وہی قابلِ قبول ہو گا۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر اچھی ہیں۔

1: تفسیر مجاہد لابی الحجاج مجاہد بن جبُر التابعی رحمہ اللہ ت 103ھ (عربی)

2: تفسیر یحیٰ بن سلام لیحیٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ التیمی رحمہ اللہ ت: 200ھ (عربی)

4: تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کرام رحمہم اللہ کا مبارک زمانہ ہے۔ یہ علم وعرفان اور تقویٰ و

ورع کے اعتبار سے ایسا زمانہ ہے جس کے بہتر ہونے کی گواہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ تابعین کرام رحمہم اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو علمی و عملی امانتیں لی تھیں وہ امت کے حوالے کر دیں۔ اس مبارک زمانے میں قرآن کریم، حدیث اور فقہ اسلامی پر اخلاص کے ساتھ بہت زیادہ کام ہوا۔ قرآن کریم کی تفسیر میں تابعین کرام رحمہم اللہ کے اقوال ملتے ہیں جو در حقیقت علمِ صحابہ سے ماخوذ ہیں۔

مثال:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ

سورۃ المؤمنون:2،1

ترجمہ: وہ اہل ایمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

امام ابو محمد حسن بن موسیٰ بصری التابعی رحمہ اللہ (ت:110ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خٰشِعُوۡنَ اَلَّذِيۡنَ لَا يَرۡفَعُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي التَّكۡبِيۡرَةِ الۡاُوۡلٰى

تفسیر السمرقندی: تحت سورۃ المومنون آیت 1، 2

ترجمہ: (اس آیت میں) خشوع کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل باتیں قابلِ توجہ ہیں:

1: یہاں تابعین سے مراد وہ تابعین ہیں جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علمی استفادہ کیا ہو۔

2: قولِ تابعی حجت ہوگا اگر اس کے مقابل قولِ تابعی نہ ہو ورنہ دوسرے دلائل سے ترجیح دی جائے گی۔

اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر اچھی ہیں:

1: تفسیر عبد الرزاق لابی بکر عبد الرزاق بن ھمام الیمانی رحمہ اللہ ت 211ھ (عربی)

2: تفسیر تُستری لسھل بن عبد اللہ التستری رحمہ اللہ ت 283ھ (عربی)

5: تفسیر القرآن بلغۃ العرب:

قرآن و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کرام رحمہم اللہ میں کوئی صراحت نہ ملے تو آیت کی تفسیر

لغتِ عرب کے عام محاورات کے مطابق کی جائے گی۔

مثال:

اَوۡ یَاۡخُذَھُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ

سورۃالنحل:47

ترجمہ: یاوہ انہیں خوف زدہ کرتے ہوئے پکڑ لے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرماہوئے اور آپ نے لوگوں سے پوچھا: آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوۡ یَاۡخُذَھُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ کے بارے کیا جانتے ہیں؟ سامعین خاموش رہے۔ یہ سن کر قبیلہ بنوھُذیل کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: امیر المومنین یہ ہماری زبان ہے اور اس میں "تخوف" کمی اور نقصان کو کہتے ہیں...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اہل عرب نے اپنے اشعار میں اس لفظ کا یہ معنی مراد لیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ جی بالکل! ہمارے قبیلے کے شاعر ابو کبیر الھُذلی نے اپنی اونٹنی کی تعریف ان اشعار میں کی ہے:

تخوَّفَ الرَّحلُ مِنۡهَا تَامِکًا قَرِدًا
کَمَا تَخَوَّفَ عُوۡدَ النَّبۡعَةِ السَّفَنُ

ترجمہ: کجاوہ کی رسی اونٹنی کے کوہان کے بال کو کم کرتی رہتی ہے، جیسا کہ لوہا کشتی کی لکڑی کو کم کرتا رہتا ہے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے دیوان کو مضبوطی سے تھامے رکھو، لوگوں نے پوچھا: دیوان سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے اشعار، اس میں قرآن کی تفسیر اور تمہاری زبان کے معانی موجود ہیں۔

تفسیر القرطبی، سورۃالنحل آیت:47

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر اچھی ہیں:

1: معانی القرآن لابی اسحاق ابراہیم بن سری بن سھل الزجاج رحمہ اللہ ت 311ھ (عربی)

2: تفسیر راغب لابی القاسم حسین بن محمد رحمہ اللہ ت 502ھ (عربی)

6: تفسیر القرآن بعقل سلیم:

عقلِ سلیم کی دنیا کے ہر کام میں اہمیت ہوتی ہے اور پچھلے مآخذ سے فائدہ اٹھانا بھی بغیر عقل سلیم کے معتبر نہیں۔ اہل علم نے اس معاملہ میں یہ اصول بتایا ہے کہ عقل سلیم کے ذریعہ مستنبط ہونے والے وہی مسائل اور معارف معتبر ہوں گے جو سابق مآخذ سے متصادم نہ ہوں۔

مثال:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝٤٩ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

سورۃ الشوریٰ:49،50

ترجمہ: آسمان وزمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہے پیدا فرماتا ہے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے بیٹے عطا کرتا ہے۔ یا وہ انہیں ملا جلا کر بیٹے بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ بیشک وہ سب جاننے والا، بڑی قدرت والا ہے۔

بعض لوگوں نے اس آیت کریمہ کو بنیاد بنا کر خنثیٰ کے وجود کا انکار کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مذکر اور مؤنث بنایا ہے (اس میں خنثیٰ کا ذکر نہیں، اس لیے اس کا وجود ہی نہیں) حالانکہ ان کی یہ بات بالکل غلط اور عقل کے خلاف ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو بہت وسیع ہے جو اللہ مذکر اور مؤنث کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ خنثیٰ کو پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ نیز ظاہر قرآن بھی خنثیٰ کے وجود کی نفی نہیں کرتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان قدرت کے عموم کو بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پیدا کرے پر قادر ہے لہٰذا اس آیت میں تخصیص کر کے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ خنثیٰ کو پیدا کرنے پر قادر نہیں یا اس آیت کو بنیاد بنا کر خنثیٰ کے وجود کا انکار کرنا درست نہیں۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر اچھی ہیں:

:1 مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر لامام فخر الدین رازی رحمہ اللہ ت606ھ (عربی)

:2 ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم لامام ابو السعود محمد بن محمد العمادی رحمہ اللہ ت:982ھ (عربی)

ناقابلِ اعتبار مآخذ

ماقبل میں ان مآخذِ تفسیر کا ذکر کیا گیا جو مستند و معتبر حیثیت کے حامل ہیں۔ اب غیر مستند و غیر معتبر مآخذ پیش کیے جاتے ہیں۔

[1] اسرائیلی روایات

[2] تفسیربالرائے

1: اسرائیلی روایات:

یہود ونصاریٰ سے نقل ہونے والی ہر وہ بات جس کا تعلق روایات، واقعات یا مواعظ وغیرہ میں سے کسی سے بھی ہو خواہ وہ ان سے سینہ بہ سینہ یا ان کی کتابوں سے نقل ہوتی آئی ہوں، انہیں "اسرائیلی روایات" کہا جاتا ہے۔

اسرائیلیات کا حکم:

اسرائیلی روایات کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جن کے صحیح ہونے کی تصدیق ہم دوسرے خارجی دلائل (قرآن، سنت، اجماع) سے یقینی طور پر حاصل کر چکے ہوں۔

یعنی اسرائیلی روایات میں ایسی بات مذکور ہو جس کی تصدیق وتائید قرآن وسنت سے ہوتی ہے۔ ایسی اسرائیلی روایات قبول ہوں گی۔

دوسری قسم: جن روایات کے جھوٹے ہونے کا علم ہم خارجی دلائل سے حاصل کر چکے ہوں۔

یعنی اسرائیلی روایات میں ایسی بات مذکور ہو کہ قرآن وسنت اس کی تردید کر رہے ہوں۔ ایسی اسرائیلی روایات غیر مقبول ہوں گی۔

تیسری قسم: قرآن وسنت سے نہ تو اس کی تصدیق ثابت ہو اور نہ ہی تردید۔

ایسی روایات کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی جائے، نہ تو وہ پہلی قسم سے ہیں (کہ جن کے صحیح ہونے کا یقین ہو) اور نہ ہی وہ دوسری قسم سے ہیں (کہ جن کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو) اس لیے ہم نہ تو ان کے صحیح ہونے پر

صدق دل سے اعتقاد رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کو جھٹلاتے ہیں۔ ہاں ان واقعات کو اس اصول لَا نُؤْمِنُ بِهٖ وَلَا نُكَذِّبُهٗ کے تحت محض نقل کیا جا سکتا ہے اور اس تیسری قسم میں سے اکثر ایسی ہیں کہ جن کو نقل کرنے میں کوئی دینی فائدہ نہیں ہوتا۔

2: تفسیر بالرائے:

تفسیر بالرائے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت:

تفسیر قرآن کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے، کوئی شخص ان علوم کو حاصل کیے بغیر اپنی طرف سے تفسیر کرنے لگ جائے۔

دوسری صورت:

کوئی شخص اپنی طرف سے ان آیاتِ متشابہات کی تفسیر کرنا شروع کر دے جن کی مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تیسری صورت:

غلط نظریات کو ثابت کرنے کے لیے اپنی طرف سے تفسیر کرنا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہب فاسد کو تو اصل بنائے اور تفسیر کو اس کے تابع کرے اور جس طرح بھی ممکن ہو کھینچ تان کر قرآن کریم کو اپنے مذہب پر چسپاں کرنے کی کوشش کرے۔

چوتھی صورت:

بغیر دلیل کے کسی آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی یقینی مراد یہی ہے۔

پانچویں صورت:

محض اپنی خواہش اور پسند کے مطابق تفسیر کرنا۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ج4ص219

تفسیر بالرائے کا حکم:

تفسیر بالرائے کی مندرجہ بالا صورتیں حرام ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

جامع الترمذی: رقم الحدیث: 2951

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی، اس نے اگر ٹھیک بات بھی کہی، تب بھی غلط کیا۔

جامع الترمذی: رقم الحدیث: 2952

فائدہ:

اگر کوئی شخص تفسیرِ قرآن کے لیے ضروری علوم سے واقف ہو اور وہ قرآن کریم کی کسی آیتِ کریمہ کی تفسیر کے لیے قابل اعتبار آخذ یعنی قرآن کریم، حدیث مبارک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمھم اللہ وغیرہ کے اقوال کی طرف رجوع کر چکا ہو لیکن ان آخذ میں اسے کوئی بات صراحتًہ نہ ملی ہو تو اب اس صورت میں اس عالم کا اپنے فہم کی بنیاد پر کسی آیت کی ایسی تفسیر کرنا جو اھل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ اصولوں سے نہ ٹکراتی ہو؛ قابل قبول ہوگی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

وہ تفاسیر جن میں صرف احکام والی آیات کی تفسیر کی جائے، احکام القرآن کے نام سے جانی جاتی ہیں۔

احکام القرآن پر دو مشہور تفاسیر کے نام درج ذیل ہیں:

- احکام القرآن للجصاص
- احکام القرآن للتھانوی

علوم القرآن پر چند اہم کتابیں

البرھان فی علوم القرآن؛ امام بدر الدین زرکشی

اس کتاب کے مؤلف ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر زرکشی (ت 794ھ) ہیں۔ مملوک دورِ خلافت میں قاہرہ میں مقیم تھے۔ آپ کی سب سے مشہور تصنیف البرہان فی علوم القرآن ہے۔ اس کتاب کی سب بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے موضوع پر پہلی ایسی جامع کتاب ہے جس میں علوم القرآن کی سینتالیس انواع سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی یہ خصوصیت اس کو علوم القرآن پر لکھی گئی دیگر تمام کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔

امام زرکشی نے البرہان میں علوم القرآن، لغت، حدیث اور فقہ کے اکابر علماء اور امہات کتب کا تذکرہ کیا ہے اور قرآن کریم، احادیث، ضرب الامثال اور اشعار وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب علوم القرآن کا ایک انسائیکلوپیڈیا بن گئی ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے اور چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن؛ علامہ جلال الدین سیوطی

الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) کی علوم قرآن پر مشہور تصنیف ہے۔ امام سیوطی کا اصل نام عبد الرحمان، کنیت ابو الفضل، لقب جلال الدین ہے۔ علامہ سیوطی ممتاز مفسر، محدث، فقیہ اور مؤرخ تھے۔ آپ کثیر التصانیف تھے، آپ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور کے علاوہ علوم القرآن پر الاتقان فی علوم القرآن علماء میں بہت مقبول ہے۔ بعض علماء نے آپ کی کتب کی تعداد چھ سو اور بعض نے نو سو تک بھی شمار کی ہے، آپ نے تقریباً ہر فن میں کتابیں لکھیں۔

زیر نظر کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" علامہ جلال الدین سیوطی کی علوم القرآن کے حوالے سے عظیم کتاب ہے۔ اس کتاب کی بنیاد در اصل امام زرکشی کی مذکورہ کتاب "البرھان فی علوم القرآن" پر رکھی گئی ہے۔ اس کتاب کو علوم قرآن پر مشتمل ایک عظیم دستاویز کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس کتاب میں امام سیوطی رحمہ اللہ

نے علوم قرآن کی اسی[80] اقسام کا تفصیلی تذکرہ قلم بند کیا ہے۔ جن میں سے بیس اقسام تو صرف علم قراءات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں ہے اور اب اس کے کئی اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

الفوزُ الکبیر فی اصولِ التفسیر؛ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

"الفوزُ الکبیر فی اصولِ التفسیر" علوم القرآن اور اصولِ تفسیر کی ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔ جس کے مؤلف مسند الہند، حکیم الاسلام احمد بن عبد الرحیم ہیں جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب در اصل ایک چھوٹا سا رسالہ ہے، لیکن اختصار کے باوجود نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کتاب بر صغیر کے مدارس میں داخلِ نصاب ہے اور بڑی اہمیت کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے اور نہ صرف بر صغیر؛ بلکہ عرب اور افریقی و یورپی ممالک میں بھی مشہور و معروف ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی تھی کیونکہ اُس وقت ہندوستان میں فارسی زبان کی حیثیت سرکاری اور دفتری زبان کی تھی۔ بعد ازاں اس کے عربی اور اردو میں تراجم کیے گئے۔ کئی علماء کرام نے اس کی شروحات بھی لکھی ہیں۔ یہ رسالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پھر ہر باب کے ضمن میں چند فصلیں ہیں۔ یہ کتاب علوم القرآن کے طلبہ کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔

مناھل العرفان فی علوم القرآن؛ عبد العظیم زرقانی

شیخ محمد عبد العظیم زرقانی مصر میں چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ زرقان شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے زرقانی کہلاتے ہیں۔ جامعہ ازہر کے نامور اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی وفات 1367ھ میں ہوئی۔

"مناھل العرفان فی علوم القرآن" عربی زبان میں علوم القرآن پر لکھی گئی اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب کو شیخ زرقانی نے جامعہ ازہر کے طلبہ کے لیے تصنیف کیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ قدیم دور کے علماء کے علوم سے جدید انداز میں استفادہ ہو، مستشرقین کے شبہات کا جواب دیا جائے اور طلبہ میں تحقیق کا جذبہ ابھارا جائے۔ قرآن کے نام و صفات، تاریخ علوم القرآن، نزول قرآن، سبعۃ احرف وغیرہ موضوعات پر عصرِ حاضر کے جدید انداز کے مطابق بہت سی قیمتی مباحث موجود ہیں۔

علوم القرآن از مولانا شمس الحق افغانی

مولانا شمس الحق افغانی ایک مشہور پاکستانی عالمِ دین تھے۔ آپ چارسدہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خیبر پختونخوا اور افغانستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بہت سی کتابوں کے مؤلف تھے۔ مدارس، یونیورسٹیز اور جدید تعلیم یافتہ طبقے میں آپ نے دعوت و ارشاد کا بہت کام کیا۔

زیر نظر کتاب اردو زبان میں علوم قرآنی پر حضرت کی عمدہ تصنیف ہے۔ کتاب میں درج ذیل موضوعات پر بہت اہم اور قیمتی مباحث شامل ہیں۔ انسانوں کے لیے وحی الہٰی اور قرآن کریم کی ضرورت پر عقلی و فلسفیانہ دلائل، قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے اور معجز ہونے کے عقلی دلائل، مستشرقین کی تردید، نزول قرآن و جمع قرآن کی مفصل تحقیق، یعنی قرآن کے محفوظ کے دلائل اور مستشرقین کے شبہات کی تردید، اور مہمات القرآن یعنی قرآن کے اہم مقامات کا حل اور ان کے حکم و اسرار اور ازالہ شبہات۔ مؤلف موصوف نے اصطلاحی انداز کے بجائے جدید طبقے کو سامنے رکھتے ہوئے آسان تعبیرات اختیار کی ہیں۔ مغرب زدہ طبقے کی ہدایت پر خصوصی توجہ مرکوز کی ہے اور مقاصدِ شرعیہ کو عقل اور فلسفہ کے دلائل سے ثابت کیا ہے۔

منازل العرفان فی علوم القرآن از مولانا محمد مالک کاندھلوی

مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ، تحریک آزادی کے رہنما شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے فکری جانشین اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث تھے۔ مشہور مفسر و محدث اور جید عالم دین مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے فرزند تھے۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی خود ایک بڑے مفسر تھے اور معارف القرآن کے آخری سات پاروں کی تفسیر بھی انہوں نے کی تھی۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل اور مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔

آپ کے علمی کارناموں میں سے ایک منازل العرفان فی علوم القرآن ہے۔ یہ کتاب علوم القرآن کی تقریباً تمام اہم ابحاث پر مشتمل ہے۔ خاص طور پر تاریخ جمع و تدوین قرآن اور اس پر اعتراضات کا مفصل جواب، محکمات و متشابہات کی بحث، اقسامِ تفسیر، مفسرین کے طبقات، اعجاز القرآن، مضامین قرآن اور مقاصدِ قرآن پر بہت تفصیلی اور علمی گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

علوم القرآن از مفتی محمد تقی عثمانی

یہ کتاب در اصل مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی مشہور و معروف تفسیر "معارف القرآن" پر لکھا جانے والا مقدمہ ہے جسے بعد ازاں تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں آٹھ ابواب ہیں اور حصہ دوم میں چار۔ وحی، اقسامِ وحی، نزولِ قرآن کی تاریخ، اسباب نزول، سبعہ احرف، ناسخ و منسوخ، تاریخ حفاظت قرآن، قرآن کریم سے متعلق شبہات اور ان کے جوابات، اعجازِ قرآن، علم تفسیر کے معتبر اور نا قابل اعتبار ماخذ، تفسیر کے ضروری اصول، قرونِ اولی کے مفسرین اور متاخرین کی تفاسیر کے تعارف پر تفصیلی ابحاث موجود ہیں۔ اردو میں علوم القرآن پر لکھی جانے والی اہم کتب شمار ہوتی ہے۔

چند اردو تفاسیر کا تعارف

1: تفسیر مُوضح القرآن

شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (ت:1230ھ) کا لکھا ہوا قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے۔ اردو زبان میں یہ قرآن کریم کا پہلا با محاورہ ترجمہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (ت:1339ھ) اس ترجمہ میں متعدد خوبیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کا ترجمہ جیسے استعمال محاورات میں بے نظیر سمجھا جاتا ہے ویسے ہی باوجود پابندی محاورہ، قلت تغیر اور خفت تبدل میں بھی بے مثل ہے۔“

مقدمہ ترجمہ شیخ الہند

2: تفسیرِ عثمانی

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (ت:1339ھ) نے حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ موضح القرآن کو جدید اسلوب میں بیان کیا تھا اور سورۃ النساء تک اس کی مختصر سی تفسیر بھی تحریر فرمائی تھی لیکن اس کی تکمیل کا موقع میسر نہ آسکا۔ اس پر تفسیری فوائد کا باقی کام شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت:1369ھ) نے کیا۔ اردو زبان میں لکھی گئی یہ تفسیر بہت سی کتبِ تفاسیر کا نچوڑ ہے۔

3: تفسیر بیان القرآن

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت:1362ھ) نے اس تفسیر میں انتہائی عمدہ پیرائے میں منشائے قرآن کو کھول کر بیان کیا ہے۔ نیز جامعیت کے ساتھ تفسیری مضامین کو بھی ذکر کیا ہے۔ آیات سے دور حاضر کے مسائل کا حل، سلوک واحسان اور تصوف کے مسائل کو بھی اخذ کیا ہے۔

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت:1352ھ) کی سوانح میں اس بارے میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا گیا ہے:

"بیان القرآن یعنی قرآن حکیم کی تفسیر جسے مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے علم ریز قلم نے تیار کیا، جب اس کا مطبوعہ نسخہ دیوبند پہنچا اور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بالاستیعاب اس کا مطالعہ کیا تو طلباء سے درس بخاری میں ارشاد فرمایا کہ ”میں نے اپنے ذوق علمی کو محفوظ رکھنے کے لیے اردو سے مطالعہ میں ہمیشہ پرہیز کیا تا آنکہ اپنی نجی مراسلت کی زبان بھی عربی اور فارسی ہی رکھی اور ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم و تحقیق سے خالی ہے۔ لیکن مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیقات سے بہرہ ور ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ "بیان القرآن" جیسی چست تفسیر دیکھنے میں نہیں آئی۔"

درس کی یہ روایت کسی نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تک پہنچا دی۔ اسے سننے کے بعد ان کا یہ تاثر تھا کہ ”حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ایسے بڑے عالم کی تعریف وتوثیق کے بعد میں ”بیان القرآن“ کے لیے کسی اور توصیف کا منتظر نہیں ہوں۔“

حیات محدث کشمیری:ص288

4: تفسیر معارف القرآن [کاندھلوی]

علم کلام اور علم تفسیر کے ماہر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت:1394ھ) کی لکھی ہوئی لاجواب تفسیر ہے۔ مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ مقدمۃ التفسیر میں فرماتے ہیں:

"میرے دل میں خیال آیا کہ ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جو مطالب قرآنیہ کی توضیح وتشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ پر اور بقدر ضرورت لطائف

ومعارف اور نکات اور مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو۔ پھر یہ کہ وہ ترجمہ اور تفسیر سلف صالحین رحمہم اللہ کے مسلک سے ذرہ برابر بھی ہٹا ہوا نہ ہو اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظریہ کو قرآن کے بہانے سے پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب نہ دیا جائے۔ جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا طریقہ ہے کہ قرآن کی تفسیریں لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل اور تحریف کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب و تمدن کے مطابق کر دیں اور اپنے حسبِ منشاء قرآن کے معنیٰ گھڑ کر خیالات باطلہ کے نام سے مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔"

5: تفسیر معارف القرآن

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت:1396ھ) کی اردو زبان میں لکھی گئی مقبول عام تفسیر ہے۔ اس میں قرآنی آیات کا ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ کا ہے اور خلاصہ تفسیر حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن سے لیا گیا ہے۔ "معارف و مسائل" کے عنوان کے تحت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ضروری نکات اور مسائل ذکر کیے ہیں، اس کا طرزِ بیان عوامی ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

6: تفسیر انوار البیان فی کشفِ اسرار القرآن

محقق العصر مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمہ اللہ (ت:1420ھ) کی عام فہم انداز میں لکھی گئی تفسیر ہے۔ اس میں تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ فقہی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ احکام و مسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ مواعظ و نصائح بھی بیان کیے ہیں۔ اسبابِ نزول، تفسیر و حدیث اور کتبِ فقہ کے حوالہ جات کے ساتھ بھرپور ہے۔

7: تفسیر معالم العرفان

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ (ت:1429ھ) کے دروس قرآن کا تفسیری مجموعہ ہے جو آپ جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں فجر کی نماز کے بعد ارشاد فرماتے تھے۔ بلا مبالغہ یہ اس وقت اردو زبان میں

دنیا کی سب سے بڑی تفسیر ہے جو پونے پانچ سو کیسٹوں میں محفوظ ہے اور تقریباً تیرہ ہزار سے زائد صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو بیس ضخیم جلدوں میں شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہے اور عوام وخواص کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ آج درس وتدریس، امامت وخطابت اور دینی شعبہ جات میں کام کرنے والے اکثر وبیشتر حضرات اس سے استفادہ کر رہے ہیں جو اس کی عند اللہ وعند الناس مقبولیت کی واضح نشانی ہے۔ بڑے بڑے علماء نے اس کی افادیت کا اظہار کیا ہے اور عوام الناس کے ہر طبقہ میں بھی اسے سراہا گیا ہے۔ بلکہ بلا امتیاز مسلک ومشرب ہر طبقہ کے لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔

8: آسان ترجمہ قرآن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کا ترجمہ ہے جس میں قرآن مجید کا ترجمہ انتہائی سلیس اور عام فہم کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ مختصر مختصر تفسیر وتوضیح بھی اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔

9: دروس القرآن

بندہ (محمد الیاس گھمن) کے ان دروس کا مجموعہ ہے جو بندہ نے منتخب قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے دیے ہیں۔ کوشش رہی ہے کہ آیاتِ مسائل کی ایسی تفسیر کی جائے جس سے مسائل کھل کر سامنے آئیں۔ نیز آیاتِ اخلاق اور آیاتِ معاشرت پر بھی اپنی بساط کی حد تک گفتگو کی ہے۔ بندہ نے ان دروس میں اس بات کو خصوصیت کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے کہ آیاتِ عقائد کے ذیل میں اھل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ونظریات کو اس طرز پر بیان کیا جائے کہ عقیدہ بھی واضح ہو اور ان عقائد سے متعلقہ شکوک وشبہات اور اشکالات واعتراضات کی عوامی زبان میں علمی تردید ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پانچ جلدوں پر مشتمل یہ مجموعہ دورِ حاضر کے علمی فتنوں کی تردید میں قرآنی آیات سے استدلال کا عظیم ذخیرہ ثابت ہو۔ (آمین)

10: خلاصۃ القرآن

ایک جلد پر مشتمل یہ کتاب بھی بندہ (محمد الیاس گھمن) نے سہل انداز میں بطور خاص عوام کے لیے لکھی

ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد ہر پارے کا خلاصہ مختصر مگر جامعیت کے ساتھ نمازیوں کو سنا دیا جائے۔ رمضان المبارک میں ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ قرآن کریم کو خود پڑھے، تراویح میں سنے اور اس کو سمجھے بھی۔ اس کے پیش نظر بندہ نے منتخب آیات کا اس انداز میں خلاصہ پیش کیا ہے جس سے عقائد و مسائل اور معاشرتی اخلاق و آداب نہایت سادہ اور دلکش انداز میں سامنے آ جائیں۔

اردو کے علاوہ عربی، انگلش، رومن انگلش، فارسی، بنگالی، برمی، تیلگو، ہندی، گجراتی، ازبکی، سندھی، اور پشتو میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ حفاظ، قراء اور ائمہ کرام کے لیے؛ جو رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتے ہیں؛ اس کا درس دینا بہت فائدہ مند ہے۔

11: ترجمۃ القرآن

بندہ (محمد الیاس گھمن) کی طویل عرصے سے خواہش تھی کہ اردو زبان میں قرآن کریم کا ایک ایسا ترجمہ عوام کے سامنے لایا جائے گا جو بامحاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ آسان ترین اور عام فہم بھی ہو۔ الحمد للہ تین سال کی محنت کے بعد قرآن کریم کا یہ آسان ترین ترجمہ اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس ترجمہ میں لفظی اور بامحاورہ؛ دونوں قسم کے تراجم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی جلد طباعت کے اسباب مہیا فرمائیں، اسے اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائیں اور عوام و خواص کے لیے استفادہ آسان فرمائیں۔

مشق نمبر 3

درست جواب پر نشان لگائیں:

1: نسخ کا لغوی معنی ہے:

مٹانا　　ازالہ کرنا　　دونوں

2: نسخ پر مثال دی گئی ہے:

حکیم کی　　انجینئر کی　　استاذ کی

3: امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ہاں قرآن کریم کی منسوخ آیات کی تعداد ہے:

پانچ　　انیس　　تریسٹھ

4: قرآن کریم کی تفسیر کے لیے سب سے بہترین ماخذ تفسیر القرآن:

بعقل سلیم　　بالقرآن　　بلغۃ العرب

5: کس صحابی سے تفسیر بالرائے کے حرام ہونے کی روایت منقول ہے:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما　　عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما　　عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

6: تفسیر موضح القرآن اردو ترجمہ قرآن ہے:

شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ　　شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ　　شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

7: اردو زبان میں سب سے پہلے با محاورہ ترجمہ کیا:

محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ　　اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ　　شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

8: شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کا نام ہے:

معارف الفرقان　　معارف القرآن　　بیان القرآن

خالی جگہ پُر کریں:

تفسیر کے قابل اعتبار مآخذ............ہیں۔

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ مثال ہے تفسیر القرآن ب..........۔

فتح المنان فی تفسیر القرآن کا دوسرا نام............ بھی ہے۔

موزوں پر مسح کرنا نسخ القرآن ب............کی مثال ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد............ہے۔

احادیث............سے قرآن کا نسخ نہیں ہو سکتا۔

رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ ہر پارہ کی مختصر تفسیر کے لیے تفسیر کا نام............ہے۔

بیان............مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔

تفسیر انوار البیان محقق العصر............کی تفسیر ہے۔

مولانا عبد الحمید خان سواتی رحمہ اللہ کی تفسیر معالم العرفان............جلدوں پر مشتمل ہے۔

مختصر جواب دیں:

نسخ کا لغوی و اصطلاحی معنی کیا ہے؟ نسخ کی کتنی قسمیں ہیں؟

قرآن کریم کے لئے ناسخ کتنے ہیں؟ ان میں سے کوئی ایک وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

قرآن کریم میں کل کتنی آیات منسوخ ہیں اور ان کی تفصیل کیا ہے؟ اس میں علماء کے اختلاف کی نشاندہی کیجئے۔

تفسیر القرآن کے قابل اعتبار ماخذ کون کون سے ہیں؟ ان میں سے تفسیر القرآن بالحدیث کی وضاحت فرمائیں۔

اسرائیلی روایات سے کیا مراد ہے؟ ان کا حکم کیا ہے؟

تفسیر بالرائے سے کیا مراد ہے؟ اس کا حکم کیا ہے؟

علوم القرآن پر لکھی گئی دو عربی کتابوں کے نام لکھیں اور کسی کتاب کا مختصر تعارف لکھیں۔

علوم القرآن پر لکھی گئی تین اردو کتابوں کے نام اور کسی ایک کتاب کا مختصر تعارف لکھیں۔

آپ کتنی اردو تفاسیر کے نام جانتے ہیں؟ اور ان کے لکھنے والے کون ہیں؟

ای مرکز کے زیر انتظام آن لائن کورسز

طویل دورانیے کے کورسز:

- ایک سالہ تخصص فی العقائد الاسلامیہ [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تخصص فی الافتاء [حضرات]
- چار سالہ مکمل عالم کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ علم دین کورس [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تفسیر کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ تعلیم القرآن کورس [بچوں کے لیے]

شارٹ کورسز: [کل کورسز:30-چند اہم کورسز کے نام:]

- رمضان کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- رمضان کورس اردو انگلش [بچوں کے لیے]
- صراط مستقیم کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- زکوٰۃ کورس [حضرات وخواتین]
- نماز کورس [حضرات وخواتین]
- عقائد کورس [حضرات وخواتین]
- حج وعمرہ کورس [حضرات وخواتین]
- ختمِ نبوت کورس [حضرات وخواتین]
- مسائلِ نکاح وطلاق کورس [حضرات وخواتین]

برائے رابطہ:

www.emarkaz.org +923235913337

تعارف مؤلف

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت: الشیخ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ (کراچی) الشیخ عبد الحفیظ مکی رحمہ اللہ (مکہ مکرمہ) الشیخ عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ (اسلام آباد)

الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال) الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان)

الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہ اللہ (جھنگ) الشیخ محمد یونس پالنپوری حفظہ اللہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن خلاصۃ القرآن دروس الحدیث اسلامی عقائد کتاب العقائد

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فقہ اسلامی اسلامی اخلاق وآداب شرح الفقہ الاکبر

تبلیغی اسفار: خلیجی ممالک ملائیشیا جنوبی افریقہ سنگاپور ہانگ کانگ ترکیہ وغیرہ (23 ممالک)